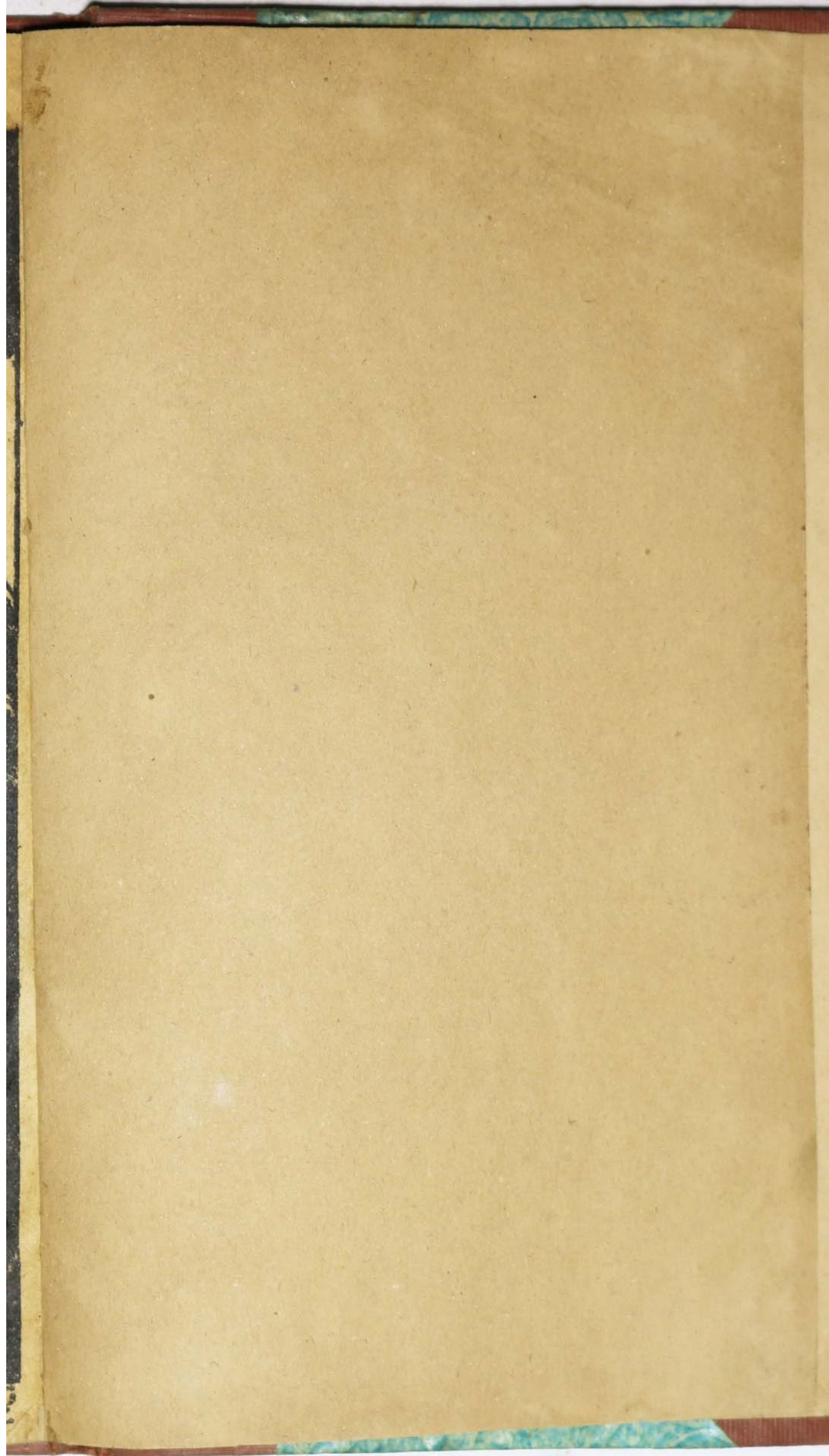
کارنامہ محرم و حسین کاظم



الحمد للہ بتصدق ائمہ

دار تبلیغ کا آٹھواں شاندار نمبر

تعزیہ داری کی حمایت میں

ہر فرقہ کے لیے



کارنامۂ محرم

دنیا میں غم

اور حسینؑ کا ماتم

از

مصورِ حقیقت۔ ابوالمظفر

ابن جناب مولوی حاجی سید رضی صاحب مرحوم مغفور ضلع سہارنپوری

(بغرباہیش)

جناب سکریٹری صاحب دار تبلیغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت ۳؍

قابل تعلیم قابل قدر جدید دلچسپ کتابیں

تعلیم قرآن و حدیث کا باترجمہ سلسلہ

(۱) اسلامی نیا قاعدہ مع تعلیم آیات حصۂ اول و دوم ۱۰ ر

(۲) اسلامی صحیفہ دو سو سے زائد آیات سے اسلام کے اصول و فروع و اخلاق کی تعلیم باترجمہ باجائز تصاویر ۲۰ ر

(۳) صحیفہ رسول (آیات اصول و اخلاق اور آیات شان اہلبیت ع کا مختصر مجموعہ تیار نہیں۔

(۴) قانون قدرت قرآن کی ہر مضمون کی تمام آیات کا جدا جدا حصّہ باترجمہ نمیں ایک اخلاقی آیات کا نمونہ لیجا رہی قیمت ۵ ر

(۵) صحیفۂ زریں چند مشہور احادیث (بابت فضائل اہلبیت) کا ترجمہ چھوٹا رسالہ تیار ہے چھپا نہیں۔

اردو دلچسپ جدید مذہبی تعلیم کا سلسلہ

(۱) شیعہ بچوں کا قاعدہ (چھپا نہیں)

(۲) شیعہ بچوں کی پہلی کتاب کا نمونہ قیمت ۲۰ ر دیکھیے

(۳) شیعہ بچوں کی دوسری تیسری چوتھی چھپنے والی ہے۔

دیگر تعلیمی کتابیں مروجہ سرکاری طریقہ کی

(۱) تکمیل فارسی معہ تعلیم و قواعد قیمت ۴۰ ر

(۲) تجدید فارسی جدید چھپی نہیں

(۳) تمنائے پارس ساتویں آٹھویں جماعت کے لیے فارسی چھپی نہیں۔

(۴) خلاصہ قواعد اردو فارسی عربی انگریزی ہندی

(۵) گلدستہ اردو نسیم اردو - بہار اردو

(۶) اردو سے فارسی میں ترجمہ کرنے والی

(۷) مقدمہ حیات اردو (فلسفۂ زبان اردو)

(۸) معہ حیات اردو شعرا سابق و حال کے مختصر حالات معہ نمونۂ کلام تاجم

(۹) حیات جاوید تحریر و تقریر کے بقاؤ فنا اور حسن و قبیح پر گفتگو کی ہے - چھپی نہیں۔ (۱۰) جلوۂ حقیقت -

مرقع عبرت مع فہرست کتب | مفت شائع ہو چکا۔

(۱۱) ہند اور نیشن (۱۲) موجودہ تحریک پر سر کاسکی رہنمائی میں کئی رسالہ (۱۳) اچھے برے کی شناخت (۱۴) فارسی انگریزی جملوں کا انتخاب ابھی چھپی نہیں۔

ان کے علاوہ اکثر مختلف قسم کے مضامین اور انتخاب جدا ہیں جن کا ذکر بوجہ طوالت یہاں ترک کیا گیا ہے۔

قابل فخر مشہور اہل قلم مصنفین و علما کی قابلِ قدر تقریظات

تقریظ عالیجناب مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر دام برکاتہ

بعد سلام باکرام آنکہ میں نے آپ کے رسائل دیکھے مجھے بسبب ضعف بصر کے اتنا موقع تو نہ ملا کہ میں مفصل دیکھ سکوں لیکن اجمالی نظر میں یہ واضح ہو گیا کہ آپ بچوں کی تعلیم عمدہ اسلوب پر اور نافع طریقہ پر چاہتے ہیں اور آپ کا مقصود یہ ہے کہ ابتدا ہی سے بچے دینیات کی واقفیت حاصل کرتے جائیں۔ اسلامی صحیفہ اور شیعہ بچوں کی پہلی کتاب اس مطلب کی واضح دلیل ہے مجھے امید ہے کہ آپ کی سعی و کوشش فیض رساں اور آپ کی نیت کامیاب ہوگی اور یہ سلسلۂ تصنیف ایک تبلیغی سلسلہ ثابت ہوگا فلسفہ صبر اور کارنامۂ محرم اسکے ثبوت کے لیے کافی ہے خدا آپ کی تائید فرمائے۔

یکم مارچ ۱۹۳۱ء نجم الحسن از لکھنؤ مدرسۃ الواعظین

عالیجناب شمس العلما فخر الذاکرین عمدۃ المتکلمین مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

باسمہ سبحانہ

مجھے فرزار شہید علیہ الرحمہ برمولانا سید نذر حسین صاحب مدرس مدرسہ اٹاوہ نے اپنے تین رسالہ اسلامی بچوں کا قاعدہ اسلامی صحیفہ شیعہ بچوں کی پہلی کتاب مرحمت فرمائی جو بچوں کی تعلیم کے لیے انھوں نے تحریر فرمائے تھے میں نے انھیں کل تو نہیں مگر زیادہ حصہ دیکھا طرز تعلیم نہایت مستحسن عبارت بہت شیریں ذہن میں اتر جانے والے جملے قابل یاد شعر بچوں کے لیے نہایت موزوں جو ضرورت زمانہ کے موافق بہرحال طبیعت دیکھ کر نہایت خوش ہوئی خدا مصنف کو جزا اور اہل ایمان کو اسکی ترویج کی توفیق مرحمت فرمائے آمین واللہ المستعان فی کل باب

سید سبط حسن اثنا عشری النقوی الجائسی ۲۲ اپریل ۱۹۳۱ء

نقل خط جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب مرحوم و مغفور زنگی پوسی ۲ مارچ ۱۹۱۶ء

مخلص مکرم فاضل جلیل محترم ادام اللہ فیوضکم۔ سلام نیاز قبول ہو آپ کو میری سوانح عمری مفصل معلوم نہیں اور خدا نہ کرے معلوم ہو کیونکہ سے داستان بلاکشانہ سنو نہ سنو میری داستاں نہ سنو۔ بوجہ شدت مرض ذرا دیر کو آرام نہیں ملتا۔ نیز دیگر علمی مشاغل اور فرمائشوں سے ایک دم کی چھٹی نہیں تو کیونکر دوسرے کا کام کما حقہ انجام دیا سکتا ہے بہت چاہا کہ آپ کے فلسفانہ تحریرات کو مکمل دیکھوں۔ نہو سکا۔ جابجا سے دیکھا ہے بہت خوب اور مرغوب ہیں مگر چونکہ میرے رنگ تحریر اور انداز استدلال سے اونکا رنگ بالاتر اور میری پرواز دماغ سے ان کی پرواز بہت زیادہ ہے اسلئے اصلاح کا کوئی موقع نہ دیکھکر بجنسہ واپس کرتا ہوں ضرور چھپوائیے خدا مبارک کرے آپ کی محنت سوارت ہو۔ میری بے بسی پر رحم کرکے مجھے معاف فرمایئے۔

میں تمام رسالوں کے متفرق مقالات کو دیکھکر صرف اسقدر سمجھ سکا ہوں کہ نئے رنگ اور عجیب اسلوب میں آپنے قلم فرسائی کی ہے

ناچیز ہارون
از ملتان محلہ شاہ گردیز
۶ر اپریل ۱۹۱۶ء

وہ کتابیں یہ ہیں۔

تعلیم القرآن عرف اسلامی صحیفہ۔ شام غم فلسفہ غم۔ فلسفہ صبر۔ فلسفہ تکلیف مرقع عالم۔ یعنی فلسفہ حق و باطل خیر و شر۔ فلسفہ بلاد محسن۔ اشک شبنم فلسفہ گریہ و بکا۔ فلسفہ تسجات فلسفہ محبت۔ اسلامی بچوں کا قاعدہ پر مرحوم نے جو تقریظ لکھی ہے وہ اسلامی صحیفہ میں چھپوا دی ہے۔

(۲) جناب مولوی سید محمد سبطین صاحب قبلہ پروفیسر گورنمنٹ کالج لدھیانہ نے مذکورہ بالا کتابوں پر مجموعا چار صفحوں میں تبصرہ کیا ہے۔

اسلامی بچوں کے قاعدہ پر تین صفحوں میں آپ نے عالمانہ تجربوں سے قدیمی قاعدہ کی خرابیاں دکھا کر اس کی جدت اور ضرورت کیساتھ اس کے ذریعہ تعلیم قرآن کی سہولت کو دکھایا ہے۔ جس کو دوسری کتاب میں چھپواؤں گا۔

(۳) فلسفہ صبر کی بابت یہ فرماتے ہیں میں نے اکثر مقامات سے دیکھا اک مفید نئی تصنیف پایا۔ اس عنوان پر اس شرح و بسط سے قلم نہیں اٹھایا گیا۔ صبر انبیا کا موازنہ حسین کے صبر سے کرکے اک معقول بحث سے حسینؑ کو صابر اور مختار مختر ثابت کیا ہے۔ مومنین کیطرف سے مصنف کے حوصلہ افزائی میں اس سے بڑا ابتر تصانیف کا امیدوار بنائیگی کہ مصنف موصوف میں قوت تصنیف خداداد ہے۔ خدا توفیقات زیادہ کرے۔

۷ر مارچ ۱۹۱۶ء محمد سبطین سرسوی پروفیسر لدھیانہ کالج

ملنے کا پتہ (۱) سکرٹری دار تبلیغ اٹاوہ معرفت سید موسیٰ رضا صاحب وکیل محلہ اردو اٹاوہ۔

حسینؑ کے تعزیہ داروں سے خاص گزارش

(۱) غم مظلوم کی اشاعت میں قدرت کا ساتھ دیجیے۔

(۲) گھر بیٹھے فقط گریہ و ماتم پر فقط تقسیم پر یا کہ دیگر ظاہری نمائش پر یا کہ چند روزہ مجالس کے ذریعہ زبانی ذکر مصائب سنانے پر اکتفا نہ کیجیے بلکہ اپنی مجالس ماتمداری کی خوبیوں کو کتابوں کے ذریعہ پھیلا کر سب کو خبردار کیجیے کہ تا قیامت باقی رہے۔

(۳) ایسے حق نما دلچسپ رسالوں کی اشاعت میں متفقاً سب ایسی کوشش کریں کہ غیروں کو مفت تقسیم ہو جائیں اسکے ساتھ فلسفہ صبر ۱۲/ فلسفہ قرآن و اہلبیت ۱۲/ کو اسلامی صحیفہ ۲۰/ اسلامی بچوں کا قاعدہ ۱۰/۔ شیعہ بچوں کی دلچسپ دینی تعلیمی رسالوں کی اشاعت کو اپنی چیز کی طرح واجب سمجھیں۔ فقط عیب نکالنے پر ہمدرد نہ نہیں بلکہ اسکے ساتھ اشاعت کیجیے ہمدردی کر کے مصنف کے دل کو بڑھائیں اسکی قابل قدر ضخیم کتابوں کے چھپوانے میں فقط موجودہ چھپی ہوئی کتابوں کی خریداری سے مدد پہنچائیں ایسے وقت چند پیسوں کو اشاعت حق کے مقابل بھائی کی خاطر عزیز نہ سمجھیں۔

بلا طلب آپ بھی مدد دیجیے بلا کہے دعائے خیر سے یاد کیجیے۔

بلا تعصب ہر مذہب کے قابل قدر قابل پسندیدہ معقول باتوں کی بہار سے طرح طرح کے لطف اٹھائیے۔ غم کی حد سے گزر کر خوشی کے طریقوں سے حسین کا غم نہ منائیے

آپس کی برائیوں کو چھوڑیے منھ کو نہ موڑیے۔ شیشہ دل کو بلا وجہ نہ توڑیے

جہاں تک ہو سکے اسے جوڑیے حسینؑ کے غم کو بلا اختلاف اپنے پرائے سے ملکر منائے جدا جدا کرکے اپنا نام اور کام نہ جتائے

قابل غور ہدایتیں
اور
کام کی باتیں

(۱) جو شخص بغیر پڑھے اجنبی کتاب سے نفرت کھائے یا غیر شخص کی کتاب کو نہ دیکھنا چاہے زیادہ ممکن ہے کہ وہ حق سے دور اور صفائی قلب میں اسکے قصور ہو۔

(۲) بلا نفرت سچے دل سے یہ رسالہ آخر تک بغور پڑھا جائے ممکن ہے کہ اسکی حق پسند باتیں برائیوں سے بچا کر انجام کے لیے مفید ثابت ہوں۔

جو باتیں عقل و تجربہ کے موافق ہوں انکی پابندی واجب سمجھے اور قابل ترمیم ہوں تو اصلاح کرے غیر ضروری ممنوعہ باتوں سے بخوف خدا گریز کرے خواہ اپنے عمل و اعتقاد کے خلاف واقع ہو جائیں تو کچھ پرواہ نہ کیجائے۔

(۳) یہ نہایت مختصر سب سے دلچسپ قابل دید لائق تقلید رسالہ حمایت تعزیہ داری کی خاطر بلا غرض اعتراض جواب بلا طلب بغرض دفع نزاع و اصلاح رسوم عزاداری بلا تخصیص مذہب ہر منصف مزاج شخص کے لیے لکھا گیا ہے۔ اعتراض و جواب کی کوشش نہ کیجائے اپنی جگہ خود عقل و تجربہ و احادیث و تواریخ ہر اک کو جواب دینے پر تیار رہینگے

(۴) باوجود احتیاط جو کوئی بات اس رسالہ میں خلاف اعتقاد آجائے تو فوراً دل کو بیجا جذبات سے روک کر سمجھائے کہ لکھنے والا بغیر کسی خاص فرقہ کو مخاطب کئے ہر ناواقف مسلمان سے ارکان اسلام اور اصول عزاداری کو صحیح طریقوں سے بجالاتے اور ہر اک کو الزاموں سے بچنے کے لیے استدعا کرتا ہے۔ واقعی جو باتیں خوشی کی ہیں وہ خوشی کے موقع پر منائیں اور جسقدر رنج و غم کی باتیں ہیں وہ غم کے اصول پر کرنا چاہئیں اپنی طرف سے سب کو ایک کر دینا یا انمیں افراط تفریط (کمی زیادتی) کرنا تو عمل کو ناکارہ کرنے والا ہوگا۔

اسلام کے اصول و فروع اور تعزیہ داری کے طریقے بذات خود جملہ عیبوں سے پاک ہیں اور بناوٹ زینت سے دور ہیں۔ فقط رنگین مزاجوں کے تکلفات ہیں جن سے بچاؤ ضرور ہے۔

(۵) باوجود اس احتیاط کے اگر فقط نفس عزاداری بدعت قابل نفرت قرار دیجائے (جسے مسلمانوں کی کثیر تعداد سلف سے بجالا رہی مثلاً کل شیعہ فرقہ اور اہلسنت کے عاموں جاہلوں اور بزرگان تصوف کے سوا ہندو عیسائی غیر اکثر فرقے بھی شریک ان متفق ہوں) تو انکی خاطر مجبوراً امثال میں کچھ واقعی بدعت کی چند باتیں پیش کر دیجاتی ہیں (جو معتبر کتابوں سے بدعت ثابت ہیں) تو یہ بیجا اور قابل نفرت پاک طبیعتوں کے نزدیک ہونا چاہیئے۔

جبکہ ہم اپنی مذہبی واجب الترک بدعتوں کو ترک نہیں کرتے تو بجا تعزیہ دار اپنی تعزیہ داری کو یا انہیں

ایجاد کردہ مکانات کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں اور وہی کیوں انگشت نما کیے جاتے ہیں۔
جو شخص من لگتی باتوں سے منہ پھروائے تو سمجھیے کہ وہ حق پوش باطل کوش صداقت و مروت فروش ہے

(۲) سبب تالیف کارنامہ محرم

جبکہ سب اپنی معمولی رسمی باتوں میں حقیقت و واقعیت کی شان دکھا کر غیروں پر انھیں نمایاں کرتے ہیں تو ہم اپنی واقعی باتوں کی حقیقت نمائی بقدر ممکن کیوں نہ کریں غم کے پردہ میں محرم کی شان میں نشان حق کیوں نہ دکھائیں۔ ایسے قدردان کے سامنے کلیجہ کے ٹکڑے کیوں نہ دھریں خواہ سب لوگ قدر کریں یا نہ کریں ہم اپنے فرض کو کیوں نہ ادا کریں۔ بہت سے صاف باطن حق شناس قابل پسند باتیں دیکھکر پھڑک جاتے بیساختہ لکھنے والے کو دعائیں دیا کرتے اور قابل قدر تصانیف کو سارے میں پھیلاتے ہیں۔ تو مصنف کو پردہ غیب سے روحانی مسرت ہوتی ہے دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ اور اوسکی ساری محنت اور قیمت یوں وصول ہوجاتی ہے۔

اچھا اب ذرا متوجہ ہوکر محرم کی تعریفیں قدرتی بیساختہ الفاظ میں سنیئے اور یاد رکھیے۔

(۳) محرم کی حقیقی معرفت

دنیا کی ہر قسم کی یادگار رہو نہیں محرم شہادت حسینؑ سے غم کی ایک زبردست عظیم الشان مسلمانوں کی قابل فخر یادگار ہے کہ جسے لوگ سرسری بلکہ مخالف نگاہ سے اکثر دیکھا کرتے اور اسکا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔

محرم سال کا پہلا مہینہ بہت سی معرفتوں کا خزینہ اسلامی ترقیوں کا زینہ ہے۔ یہ خیر و شر حق و باطل حسن و قبح عدل و ظلم جبر و تشدد نرمی و سختی رنج و خوشی جانچنے کا زمانہ۔ عمل نیک و بد معلوم کرنے ظاہری و باطنی محبت رسولؐ آل رسولؐ کے پہچاننے پیروان یزید کی طرفداری عیاں ہوجانے مخفی رازوں کے کھلنے باطنی عداوتوں کے فاش ہونے کا معیار ہے۔

مفسد ہندو مسلمانوں کی (بدنیتی سے) زور آزمائی کا اکھاڑا ہے انکی صفائی اور نیک نیتی سے یہی صلح و آشتی کا زمانہ ہے۔

نام حسینؑ پر مانگنے والوں روزی کمانے والوں کا دروازہ روزی طلبی روزی رسانی کا بہانہ ہے بقدر سعی بعذر قسمت ہر قسم کی معرفت ہر قسم کے تجربے اوپر سے طرح طرح کے حصے دودھ ملیدہ لنگر ہم خرما و ہم ثواب کہلانے کا مصداق ہے۔

نام حسینؑ پر آنسو بہانے در شاہوار لٹانے باران رحمت نازل ہونے جگہ جگہ ابر غم کے اٹھنے اور نام حسینؑ پر برسنے برسانے اور بے سہارے سوکھی کھیتی بلکہ افتادہ شورہ زمین کو سرسبز و شاداب کرنے کی کیا اچھی موسم ہے کہ جسمیں یہ سب فقط حسینؑ کی صبر آزمائی اور بھوکے پیاسے رہنے کی بہار ہے

اس زمانہ میں محبان آل رسول کی تمام خوشیاں لذتیں زینتیں فنا ہو کر رنج و غم سے بدل جائیں لباس ماتم سیاہ پہن لیتے ہیں۔ اور غمزدہ اداس صورتوں اور پریشان حالیوں میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اپنی مرضی سے فرضی علم بنا کر بچے انکو کھیل میں مجلس ماتم کرنے سے تعلیم و تربیت اور بڑوں کو لذت تعزیت بلا شرکت حاصل ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ بچوں کا کھیل اکثر ماتم حسینؑ ہے اور بڑوں کا کام زیادہ تر گریہ حسینؑ ہے۔

شان آمد محرم

اسلامی سال کے مہینے برابر آتے جاتے ہیں سوائے عید بقرعید جیسے یکروزہ وقتی تہواروں کے اثر دکھانے کے ماہ محرم ماہ رمضان جیسے دیر تک اثر دکھانے والے مہینے اور نہ ہونگے ماہ رمضان خدا کا نامزد مہینہ اور ماہ محرم حسینؑ کا نام لیوا مہینہ جب آتا ہے تو اپنی اپنی جدا شان سے کچھ زمانہ تک دوسروں پر اپنا اثر پہونچاتا ہے۔

ماہ رمضان میں مسجدیں آراستہ ہو کر نمازیوں سے آباد ہوتیں تلاوت قرآن مجید کی آوازیں سنائی پڑتیں انکے ختم پر اور بھی مسجدیں سجائی جاتیں تقسیم سے رونق بڑھائی جاتی ہے دو وقت سحر و شام کے نقاروں سے گولوں سے افطاری اور سحری سے کمال شب قدر سے کیا کچھ رونق اور عجب چہل پہل رہتی ہے اور اکیسویں تاریخ شب شہادت کو اکثر جگہ اور لکھنؤ میں دن بھر علم و تابوت جناب امیرؑ کے بکثرت اٹھنے سے یوم عاشورہ کی پوری کیفیت آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔

اچھا پھر جبکہ محرم کی تاریخیں قریب ہوتی ہیں تو تعزیے بھی تیار رکھے جاتے تعزیہ خانے امام باڑے جابجا سجائے جاتے کہیں لباس ماتمی سے سیاہ پوش علم بردوش نظر آتے تو اکثر جگہ اپنے سادہ جامہ آخرت سے سفید پوش دکھائی دیتے ہیں۔

ادھر چاند بحالت سوگوار آسمان پر نمودار ہوا۔ ادھر ماتمی باجے تاشے ڈھول نقاروں نے دھما دھم ترا ترا بجے مختلف آوازوں سے انکو سینہ زنی کو کے تعزیہ داروں کے دلوں پر چوٹ لگائی نفیریوں نے آہ و نالے بلند کر کے ماتم حسینؑ کی خبر پہونچائی تو تعزیہ دار بیقرار ہو کر کمربستہ ہو جانے سامان عزاداری کھل جاتے مختلف صورتوں شبیہوں سے سنگر ضریح تعزیے علم بنکر اپنی جگہ رکھدیے جاتے ہیں علم لباس سبز و سرخ و سیاہ پہن سر پر پنجہ حیدری نشان مرتضوی کے جنمیں ادھر اودھر اسمائے پنجتن بیچ میں نادعلی کے طغرے کٹے ہوئے انہیں سے رہ رہ پہلے تاج لگائے گلے میں قیمتی ڈوریاں پھولوں کے ہار ڈالے ہوئے ماتمی دستوں کے حلقہ میں ٹمٹکی رہے امام باڑوں میں جا رہے ہیں۔ جنمیں بڑا علم جس میں تیر اور مشکیزہ سکینہؑ بندھا ہوتا ہے سب سے بلند ہو کر شان علمداری و سپہ سالاری ظاہر کرتا ہوا اور نشان سقائے بنی ہاشم علامہ بتاتا ہوا چلا آرہا ہے جسکے ارد گرد ماتمیوں کا ہجوم ہے ماتم جناب عباسؑ ہو رہا ہے۔ علم و تعزیے اپنی اپنی جگہ پہونچ گئے گھر گھر مجلسیں برپا ہو رہی ذاکرین و سامعین تعزیہ دار ماتم دار ہر جگہ پہونچ رہے حضرات مشتو کو

ان کے لال کا پرسا دے رہے ہیں۔ غرضکہ اسیطرح شام سے صبح ہوتی اور صبح سے شام ہو جاتی ہے داستان مصیبت غریب تمام نہیں ہوتی۔ میٹھی نیند سونا کسے نصیب ہے باجوں کے ترا ترا سے شور ماتمیوں کے دھڑا دھڑ زور سے عورتوں مردوں کے بین جگر خراش سے کلیجے پھٹتے ہیں اندر کیا باہر قصبہ ہو کہ بڑا شہر ہر جگہ در و دیوار سے صدائے حسینؑ وواحسینا برابر سنائی پڑتی ہے۔

تمام دنیا میں دس روز برابر دن رات سوائے رونے پیٹنے ماتم حسینؑ کرنے بحسب نیت ثواب بقدر کوشش حصے فراہم کرنے یا نماز واجبی ادا کرنے کے سارے کاموں سے تعزیہ دار دست بردار ہو جاتے ہیں۔

(۵) اسلام اور تعزیت حسینؑ میں معیت و قدامت روز ازل سے ہے

اسلام بذات خود طاعت و محبت خدا رسولؐ و آل رسولؐ کا نام ہے۔

خدا کا عین مقصد خلقت اول رسالت کے انوار مقدسہ ہیں جن کی محبت و طاعت ایمان اور مخالفت کفر ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ عالم الست میں ارواح سے بعد اقرار وحدانیت و رسالت محبت نفس رسول کا اقرار لیا گیا ہے۔ انبیا کی بعثت اسی کے اقرار محبت پر ہوئی پھر اسیوقت واقعات مصائب کربلا سب کے سامنے پیش کر کے جبکہ جان رسول کے حصے میں آ گئے تو اب اوسکی تعزیت بھی انبیاء کیا ملائکہ جن کیا بشر کیا زمین کیا آسمان کیا سب کے حصے میں آئی۔ اور تعزیت کی بنا ہو گئی چنانچہ پہلے دنیا میں جناب آدم ابو البشر نے جبکہ لغزش قبول توبہ انوار مقدسہ پر نام بنام نظر کی اور بہ تعلیم جبرئیلؑ نام زبان پر جاری کئے تو حسینؑ کا نام لیتے ہی بیساختہ قدرتاً رو پڑے اور ضبط نہ کر سکے جبکا سبب جبرئیلؑ سے معلوم کر کے اور بھی مغموم و محزون ہوئے۔

پھر اکثر انبیاء نوحؑ ابراہیمؑ یعقوبؑ یوسفؑ یحییٰؑ و زکریاؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ بھی حسینؑ کی تعزیت سے خالی نہیں ہے دنیا میں کسی نبی کی وصی کی یا اور کسی بندۂ خدا شہید کی وفات کا غم و ماتم اوسکے پیدا ہونے سے پہلے نہیں منایا گیا یہ بات فقط ذبح عظیم حسینؑ کو نصیب ہوئی کہ جنکی شہادت قبل از واقعہ قابل قدر قابل فخر انبیاء و اولیا تھی۔ حالانکہ جناب یحییٰؑ اور زکریاؑ حضرت جرجیس حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیاء پر جسقدر ظلم و ستم ہوا فقط کتابوں میں مذکور ہے عوام واقف نہیں پھر حسنؑ و ولادت حسینؑ کے وقت خوشی کے موقع پر جبرئیل جیسے فرشتے امین خادم خانہ رسالت میں ذکر شہادت کر کے مجلس حسینؑ قائم کرتے ہیں اور جناب رسول دختر رسول زوجہ بتول ملائکہ جیسے معصوم صفات سامعین کو رلاتے ہیں۔ ماں کا دل قدرتاً نازک ہوتا ہے جناب فاطمہ فقط غمگین نہیں ہوئیں سنکر غش کھا گئیں ہوش میں آ کر باپ سے پوچھتی ہیں کیا یہ واقعہ ہمارے آپکے سامنے

ہوگا رسولؐ نے فرمایا ہم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا پھر اور بھی بےچین ہوئیں۔ فاطمہؑ پوچھتی جاتی ہیں اور رسولؐ
بحکم خدا بذریعہ وحی غمگین ہو کر جواب دیتے جاتے ہیں۔ پوچھتی ہیں بابا میرے بیٹے کی کون صف ماتم بچھائیگا
آپ نے فرمایا کہ خدا نے ایک دوست دار غمگسار قوم کے ذریعہ وعدہ کیا ہے کہ اسکے عورت مرد اور بچے ہمارے
مردوں عورتوں اور بچوں پر تا قیامت خاک اڑائینگے۔ جس سے سن کر معصومہ کو تسلی ہوئی جناب فاطمہؑ
کو رسولؐ کو علیؑ کو قبول شہادت کا یا حسینؑ کے بہشت پہونچنے کا علم تھا حسینؑ سامنے زندہ بچہ موجود ہے
ان سے جدا بھی نہیں ہوا ہے بوجہ ولادت کوئی شادی و مسرت کی رسم دنیا کے طریقہ پر کرنی چاہیئے تھی
دنیاوی لحاظ سے سبکی بھی تھی۔ سننے والے ناصح کہہ سکتے تھے کہ اگر علم شہادت بھی آنکو ہو گیا تھا تو
خوشی کی باتیں کرتے حزن و ملال کو ٹالدیتے مگر ان سب معصوموں نے کسی بات کی پرواہ نہ کی خدا نے
خود موقع و محل ولادت کی پرواہ نہیں کی اور خبر شہادت بھی ہمراہ ولادت مصلحتاً اس لیے دی
تھی کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ حزن و ملال دنیاوی نہیں تھا جو نحوست و بدشگونی سمجھا جائے۔
اسکے پیچھے خدا اور رسولؐ کے مقصد کے ہزاروں راز مضمر تھے حسینؑ کے خمیر میں جو رنج و غم قائم کرنا تھا۔ وہ
کیسے اور کب تک جدا رکھا جاتا جبکہ خدا اور رسولؐ نے یوم ولادت کو یوم غم منا ڈالا ہے تو انکے نزدیک
شہادت کا روز تو بدرجہ اولے غم منانے کا دن ثابت ہو گیا پھر بتایئے وہ کون مسلمان ہے کہ جو تقلید خدا
و رسولؐ ترک کر کے اپنا ذاتی اعتقاد یہاں بنا کر یزید کی خوشی میں خوشی ملا کر اپنے ظاہر و باطن
کو عید و میلہ کیطرح پر خوش کر کے خدا و رسولؐ کو بھی خوش کر سکے گا نہیں ہرگز نہیں مسلمانو! ذرا
سوچو! اور عبرت و غیرت حاصل کرو!

سچ بتاؤ کہ انبیاؑ کے سخت مصائب پر آسمان سے خون برسا ہو سورج کو گہن لگا ہو سیاہ آندھیاں چلی
ہوں ستارے ٹوٹے ہوں زمین کو زلزلہ آیا ہو تو فرمادیجئے کہ فرشتوں جانوروں نے نالہ و بکا کیا ہو
تو دکھاؤ۔ بجز آثار غضب الہٰی رنج و غم کے آثار نہیں ہوئے یا بروز عاشورہ کو مختلف خوشیوں کیوجہ سے
کسی نبی نے خوشی کی یادگار قائم کی ہو یا خدا نے روز عاشورہ کی تمام خوشیوں کے بدلے اور شہدائے
کربلا کی قبول شہادت کے بدلے بجائے زمین آسمان کی چیزوں سے آثار غم و اندوہ ظاہر کرنے کے
جنوں فرشتوں سے بجائے ماتم خوشی کے شادیانے باجے بجوائے ہوں آسمان سے بجائے خون کے
پھول یا کہ عطر و گلاب زعفران کا مینہ برسایا ہو۔ رسولؐ کو دختر رسولؐ کو انبیاء کو دیگر زنان حرم کو
رونے سے روک دیا ہو کہ تم بجائے رونے کے خوب خوشیاں مناؤ نئے کپڑے پہنو۔ اور شہادت حسینؑ پر
گلے ملو۔ خوب بیاہ شادی کی رسم ادا کرو۔

جبکہ یہ کچھ نہیں ہوا تو بس ماتم حسینؑ کو رد رسم دنیا عمل خدا و انبیاء و اوصیا و ملائکہ کے بموجب غم عظیم

منانا ثابت ہوا ایسکے خلاف طریقہ پر تعزیہ داری خدا و رسول کے خلاف کہی جائے گی۔

(۶) انبیائے سابق کی مصیبتوں سے کہیں زیادہ امام حسینؑ کے مصائب کثیر ہیں تو ان کا غم ماتم بھی عالمگیر ہے

تجربہ سے یہ بات مانی ہوئی ہے کہ تعزیہ داری مسلمانوں کی وہ زبردست غم کی مذہبی رسم ہے کہ اس نے سب پر اپنا اثر ڈالکر دنیا کے تمام مذہبوں کی ہر قسم کی رسموں کو میدان ترقی میں زیر کر دیا اور تمام عالم پر غالب آکر اپنا اثر غم و الم دکھا دیا اسی نے مسلمانوں میں ہندو عیسائی جیسے فرقوں کو ملا کر ایک جگہ بٹھا رکھا۔ اور مسلمانوں کو قابل فخر بنا دیا ہے تو یہ قابل قدر لائق اشاعت اس لیے ثابت ہوئی کہ فطرتاً انسان کبھی دوسرے مصیبت زدہ شخص کو دیکھکر یا کہ اوسکی دلخراش باتوں کو سن کر چوٹ لگجاتی ہے تو وہ اگر انسان ہے تو محبت و ہمدردی کرنے اور اذیت و تکالیف دور کرنے اور اوسکے شریک حال ہونے پر اخلاقاً مروتاً مجبور ہو جاتا ہے اور دو چار آنسو بہا دیتا ہے اگر یہ بھی ممکن نہیں ہوتا تو غمگین کی باتیں سنکر دو چار ٹھنڈے سانس مروتاً نکالکر اوسکی تسلی و دلاسہ کر دیتا ہے۔ جس فطرتی ہمدردی سے ہر شخص شریک مجلس ہوتا اور تعزیہ داری کرتا ہے یوں اگر کوئی شخص کسی سے بھی ہمدردی نہ کرے کسی کی دل کی نہ سنے نہ سنکر آہ سرد بھرے بلکہ اور منہ چڑا دے تو بتایئے کہ ایسا شخص انسان کہا جائے گا۔

(۷) بغیر بلا اثر لوگوں کے ابھارے فقط قدرتی سہارے پر نام حسینؑ کا جا بجا ماتم ہوا

باوجودیکہ تعزیہ داری کی رسم بجا لانے کا کوئی جبریہ زبردست حکم کسی حاکم وقت نے نہیں دیا نہ مسلمان فرقوں کے مذہبی عالموں نے یا کہ قوم کے متعصب ناصحی لوگوں نے آجتک عام جلسوں یا کہ بازاروں میں تعزیہ داری یا غم حسینؑ میں سوگواری کی اشاعت کی ہے یوں دن رات اپنے ضرورتوں قومی ملکی صدہا معاملوں کے لیے ہر قسم کی تقریریں اور کوششیں سب ہی کرتے رہتے ہیں مگر چند گنے چنے بے اثر اہل قلم کی مدد مل تو گیا وہ بھی جبکہ ان کے دل میں جذبہ حسینی جوش کھاتا اور دو چار اشاعت کرنے والے مدد دینے کی کوشش کرتے اور برابر لکھے جاتے تو اوسکا اثر ہونا ممکن ہوتا لیکن کتابوں کو زیادہ تر دیکھتا پڑھتا کون ہے۔ ذرا لوٹا پوٹا ادھر ادھر دیکھا وقت فرصت پر دیکھنے کے خیال سے جبکہ اوسے رکھ دیا تو بس رکھدیا اب فرصت ملے گی نہ کتاب کی یاد آئیگی نہ وہ دیکھی جائیگی۔ یا مختلف ضلعوں کے دو چار باشندوں نے اگر کسی دلچسپ تحریر کو پڑھ بھی لیا تو اوسکا عوام پر کیا اثر پڑ سکتا ہے پھر دیر سے تعزیہ داری کی مخالفت میں کثیر تعداد کے رسالہ کی کتابیں آندھی سیاہ کی طرح پھیلنے لگیں تو تعجب ہے ہر عام و خاص کو تیرہ و تار اور غبار آلود کرنے لگیں ایسی حقیقت کرنے اور عیبوں کے دکھانے کا اثر زیادہ ہوا کرتا ہے شادی و خوشی کی باتوں کے سننے کو

رنج وغم درد ومصیبت کے دھرو سننے سے زیادہ پسند کرتے ہیں پھر روزانہ کسی کی مصیبت سے
طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ اگر خاص معتقد ہی سنا کرتے تو غیروں کو کیا پڑی کہ وہ اپنا کام چھوڑ چھوڑ کر ہر سال
محرم کے دنوں میں دن رات مجالس میں آپکے کاموں میں شریک حال رہتے بلا وجہ آپکا نہ ہی دکھڑا
ہر برس سنا کرتے آنکھوں کے سامنے سے کیسے کیسے جگر کے ٹکڑے قوت بازو اٹھ جاتے انکا غم چند
ماہ دو چار سال کے بعد کیوں نہ بھلا جاتا۔ بھر غم تو غم پھر تو بغیر خاص تذکرہ کے ہر وقت نام بھی نہیں لیا جاتا۔
بس حد ہو گئی کہ انبیاء پر رسول پر کیا کچھ مصیبتیں گذر رہی ہیں مگر ان کے امتیوں نے خاصکر مسلمانوں نے
اپنے پیارے نبی کی (بجز رسم میلاد شریف واجماع خلافت) کونسی صف ماتم بچھائی ہے تو بتایئے کہ
کس طرح سے اک غریب مظلوم کی تعزیہ داری کی اشاعت ہو سکتی تھی۔

خود بادشاہ تیمور نے یا دیگر شاہان اودھ وغیرہ نے اپنے زمانہ میں خود رسم تعزیہ داری کو پسندیدہ
طریقہ سے جاری کر کے اپنی قوم کو یا اپنی رعایا کو شریک حال بنایا ہے تو ان کے گذرنے کے بعد
یا کہ اوس زمانہ کے عام تعزیہ داروں کے بعد انکی اولاد میں و دیگر رعایا میں یہ رسم بالکل ترک کر دی جاتی۔
عام و خاص کی طرف سے جبکہ تعزیہ داری کی اشاعت نہ ہوئی ہو بلکہ مخالف تحریریں اور تقریریں
اوپر سے سد راہ ہو جائیں تو ایسی ضعیف و کمزور حالت پر ہر قسم کے دشمنوں اور خاردار
جنگلوں کو طے کر کے قائم مذہبی رسموں پر حاوی ہو جانے پہ سمجھنا چاہیے کہ تعزیہ حسینی میں کوئی غیبی
طاقت شامل حال ہو کر جزو بر و محرک اور طاقتور مبلغ بنکر چلا جا اپنا کام کر رہی ہے اور لوگوں کے
دلوں کو رجوع کر کے سوگوار بنا رہی ہے۔ ورنہ تو مدتوں کی یہ رسم پارینہ اور غم کی یادگار
دیرینہ کبھی کی فنا ہو گئی ہوتی۔

(۸) رسم تعزیت عالمگیر ہے تو بابت تعزیہ داری اسکی حقیقت سنیے

جبکہ انبیاء کی درد انگیز مصائب و واقعات کی کوئی یادگار
غم ابتدائے سلطنت سے نام بر آوردہ خلفائے اسلام
نے قائم نہیں کی۔ خود رسول مقبول صلعم کے کفن
دفن اور نماز جنازہ میں شرکت کرنا اصحاب مہاجرین و انصار کے نزدیک بمقابلہ مشورہ
خلافت اوس وقت غیر ضروری سمجھا گیا تھا تو بعد وفات رسول کے بیچ فدائی اپنے دور میں وفات
رسول کی یادگار غم (بجز سیکڑوں برس بعد رسم میلاد شریف قائم ہو جانے کے) کیوں قائم کرتے
یا مسلمان خلفائے اسلام صحابہ کرام کی وفات کی ہر سال کوئی یادگار قائم کر دکھاتے تو رسم
وعادت زمانہ کے مناسب ہوتا لیکن ان سب کو چونکہ اخیار رسول و صحابہ کے سیدھے بہشت میں
پہونچنے کا اطمینان تھا اس لیے ان کے نخچہ کوئی یادگار وفات قائم نہیں کی اور

ان کے لیے بجائے غم منانے کے زینت خوشی کے طریقوں کو مناسب سمجھا ہو تو نواسہ رسولؐ بیچارے مظلوم کا غم تو بدرجہ اولےٰ اس بات کے لائق تھا کہ وہ ایام غم میں بجائے غم و ماتم کرنے کے عید کیطرح آرائش و مسرت کے ساتھ ظاہر کیا جائے اور زینت و آرائش کو کیوں نہ فروغ دیا جائے لیکن چونکہ ازل سے قول رسولؐ "کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں" کے مطالب کی تصدیق اور یادگار سنت ابراہیمیؑ کی تکمیل علم الہٰی میں صرف شہادت مظلوم پر طے ہو چکی تھی تو خدا نے حسینؑ کی مظلومیت کو لشکر یزید کے ظلم و ستم کو اسی زمانہ کے دشمنان حسینؑ طرفداران یزید کی زبان و قلم سے پھیلانا شروع کیا۔ حالانکہ یزید کی طرف سے اس واقعہ کے دبانے کی بہت کچھ کوششیں کی گئیں مگر حقوق و فضائل اہلبیت اور انکے مخالفین کی جملہ خرابیاں انھیں کی سب کتابوں میں مندرج ہو گئیں۔

پس ذکر شہادت حسینؑ کے ذریعہ خدا کی معرفت انبیا کے حالات دین دنیا کے واقعات معلوم ہونے میں لاکھوں فقیروں محتاجوں پیشہ وروں کاریگروں مجلس کے ذاکروں کا باب رزق کھل جاتا تمام احادیث و تفاسیر و تواریخ گذشتہ آئندہ کا دفتر سب کے سامنے عیاں ہو جاتا۔ چھوٹے بڑے کا ایمان تازہ اور پختہ ہو جاتا ہے جبکہ تعزیہ داری اور ذکر شہادت حسینؑ عالم الست سے حیات اسلام حیات رسولؐ کا ذریعہ حق و باطل کی معرفت کا آلہ مغفرت امت کا زبردست وسیلہ مقرر ہو کر رہین مقصد رسولؐ و مرضی باری ثابت ہو گئی تو اب سب مسلمانوں پر نظر دوڑانا چاہیئے کہ خدا اور رسولؐ کے اس عظیم المرتبہ کثیر المنافع جیسے مقصد کی تعمیل سب نے کیونکر کی ہے اور کسطرح سے ہونا چاہیئے تھی

مسلمانوں میں تعزیہ داری کی مختلف شانیں

(۱) تعزیت کی حقیقی پہلی شان جسکی پیروی ہر مسلمان کو واجب ہے

صاحب بیت کیطرح تعزیت حسینؑ کی وہ شان جو کہ اہلحرم نے رہا ہو کر قید خانہ میں یا کسی اور مکان میں یزید سے اجازت لیکر شہدائے کربلا کے ماتم سے دکھائی ہے جنکی دردناک آوازوں پر محلہ کی عورتیں گھر چھوڑ چھوڑ نکل پڑیں اور ماتم کر کرکے حسینؑ کا پرسا دینے لگیں۔

(۲) بعد انکے مدینہ واپسی پر جبکہ کربلا کے مقتل میں پہونچیں تو اک بی بی نے اپنے وارث کو اولاد کو یا سب نے ملکر سید الشہدا پر بین جگر خراش کیے کہ جنکی صف ماتم میں رسولؐ معہ انبیا اور فاطمہ معہ مریمؑ و حواؑ آسیہ موجود ہو کر شریک تعزیت حسینؑ ہوئے۔

(۳) پھر مدینہ کے قریب اہل مدینہ نے آمد قافلہ کی خبر سنتے ہی حضرت زینبؑ و حضرت سجادؑ کو ورود پرسا دیا کہ سننے والوں کے جگر پاش پاش ہوتے تھے - یونہیں تاحیات اپنے گھر و نیز یا کہ قبر رسولؐ پر جاکر بجز نوحہ و بکا نالہ و فریاد و احسینا و اکبرا و اعباساہ کے انھوں نے اپنی لذتوں اور خوشیوں اور تمناؤں کو خاک میں ملا دیا - کپڑوں کا بدلنا یا انکا ہنسنا مسکرانا بات کرنا زہر تھا۔

ان مجالس کے سوا حضرت زین العابدینؑ نے دوسرے طریقے زبانی ذکر مصائب شہدا سننے کیلئے مصافہ یا کہ دوہرا حصہ دینے خرمے کی تقسیم کرنے سے ابتدا کی یا امیر مختار نے دیگر آئمہ نے اس پر عمل کیا۔

پس وہ لوگ جو کہ اہلبیت کے مذکورۂ تعزیہ داری کیطرح روزمرہ کے معمولی لباس و ضع سے صاحب میت کیطرح اندر باہر مغموم و محزون ہو کر خاموش یا کہ گریہ و بکا کرتے نظر آتے ہیں وہی قابل قدر ہیں اور خدا و رسولؐ کو خوش کر گئے خود کو اور رسم تعزیت حسینی کو جملہ برائیوں سے بچانیوالے ہیں۔

(۱۰) شیعہ مسلمانوں کی تعزیہ داری | رسول و اہلبیت علیہم السلام کی اس تقلید پر عرب و عجم کے فقط وہ مسلمان جو کہ بجائے اصحاب کبار علیؑ کو رسولؐ کا پہلا خلیفہ امام حسنؑ کو دوسرا خلیفہ امام حسینؑ کو تیسرا خلیفہ مانکر شیعہ کہے جاتے اپنے مقامات پر مجالس غم میں واقعات کربلا بیان کرنے والوں سے سنکر روتے - اور جو مناسب سمجھتے وہ تقسیم تبرک بھی کرتے -

اسی سلسلہ میں کسی نے علموں کے ذریعہ لشکر حسینی کے بارہ علموں کی یادگاری میں اضافہ مناسب سمجھا چنانچہ علموں کو بنا کر ایک جگہ لگاتے یا انکو ہمراہ لیکر ماتم کرتے ہوئے باہر گشت کرنے سے غم حسینؑ کا اثر دوسروں پر ڈالا کرتے۔

عرب و عجم سے گزر کر ہندوستان میں جبکہ مسلمانوں کا تسلط ہوا اور بعد اطمینان معاشرت ان میں وہ شیعہ مسلمان جو کہ فقط آل رسولؐ کو واجب الاطاعت جانتے تھے اپنے گھر پر تنہا یا کہ باہر چند ملکر جیسا انکو وقت اجازت دلیکتا ویسی مجلس حسینؑ قائم کر لیتے اور جبکہ وہ حاکم وقت کو یا کہ صاحب قوت اشخاص کو اپنا ہمخیال پاتے تو پھر آزادگی سے اندر باہر حسب مرضی مجلس کرتے یا کہ علم و ماتم کے گشت سے رسم تعزیت حسینؑ کو پھیلاتے -

(۱۱) علموں کے ساتھ تعزیہ اور دیگر باتوں کا رواج | ہندوستان میں بادشاہ تیمور سے ہوا (آگے پورا حال معلوم ہوگا)

دوسروں کو ترغیب دیکر جمع کرنے کی غرض سے باجوں کا معمول سے زیادہ روشنی کا اضافہ
ہوا۔ رفتہ رفتہ ہر سال طبیعت کی جولانی سے مختلف قسم کی چھوٹی بڑی شکلوں کے تعزیوں
اور شبیہوں کے بنانے علموں کو مختلف وضع قطع سے ایجاد کرنے موافق زمانہ کے روشنی کا اہتمام
کی زینت کا اپنے شہروں ملکوں کے اعتبار سے باجوں کے ساتھ یا بغیر باجوں کے اہتمام کرنے کا
الگ الگ طریقہ ایجاد کیا گیا۔

(۱۲) شیعہ تعزیہ داری کے ساتھ قابل اعتراض قابل اصلاح غیر ضروری باتیں

تعزیہ حسین کے مزار مقدس کے نام کی چھوٹی
بڑی کسی وضع قطع کی عمارتی شکل کسی چیز
شئے سے بغرض یادگار بغیر کسی مقصد اعتراض
بنائی گئی ہو کم و بیش قیمت کی ہو۔ علم کی مختلف شکلیں دیگر شبیہیں بنانے میں جب تعزیہ کیطرح ساتھ
اُٹھانے میں چونکہ شرعاً عقلاً رسماً ہر طرح پر اسکی مخالفت نہیں ہے بلکہ بیحد منافع اور حکمتوں کا باعث
ہوکر اپنی مختلف صورتوں سے واقعات شہادت کے خبر دینے اور گریہ و بکا کے بڑھانے میں
محرک ثابت ہوئے ہیں ان سب کے جائز ہونے میں غیر متعصب صاف باطن کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا
باعث برکت و ثواب ہیں رسم تعزیت کے بجالانے اور گریہ و بکا حزن و غم کا ذریعہ بننے کیلئے
کافی ہیں اور اگر یہ کل چیزیں بجائے خیر فتنہ و فساد برپا کرنے۔ انکو یا ان کے ساتھ مکان کی غیر
و آرائش ضرورت سے زائد روشنی سے دلچسپ نمائشی باتوں سے ہاتھی اونٹ گھوڑوں سواریوں
سے ہر طرح کے باجوں سے آتشبازی سے شان جلوس دکھانا تعزیوں کو ہندوؤں کی ناموری
ذریعہ قرار دیا ہے تو بجز دنیا کی واہ واہ کے ثواب سے کوسوں دور ہونگے۔

ہندوؤں تازیوں میں شادی کی بارات کیطرح شان جلوس دکھانا ہندوؤں کی ایجاد کرنا
پھر اسکی ایجاد میں نئے شگوفے دکھانا۔ جنت کے سیکڑوں نقشے ایجاد کرنا چراغوں کی چوکیاں
چڑھانا علموں تعزیوں میں کاغذ کی یا خوی کی روشنیاں آنکھیں وغیرہ بنا چڑھانا واقعی شہادت
غم کی سادہ صورت پر نام حسینؑ لے لے کر رونے ماتم و سینہ زنی سے شان غم دکھانے کے علاوہ
ماتم میں طرح طرح کی ایجادیں کرنا باجوں وغیرہ کی گت پر آپس کی لاگ پر زور دانی اور بدکر
سے طاقت کے ہاتھ دکھانا زنجیروں چھریوں تلواروں سے بغیر ضرورت بغیر مرضی رسول کی
قدسین مظلوم صرف خون آلودہ ہوکر یا خود کربلا کی کرکے شہیدوں میں شامل کرنا۔
سیدھی سادی لے سے سوز خوانی کرنے کے علاوہ اسمیں اپنے راگ کے کمالات کو ختم کر کے
بیجا طریقوں سے مجلس پر اپنا رنگ جمانا۔ عورتوں کا بلند آواز سے ایسے مقام پر پڑھنا

ماتم کرنا کہ غیرمرد منکر متاثر ہوں روزمرہ کا اپنا سادہ لباس چھوڑ کر اگر سبز و سیاہ لباس میں بھی
رنگت دکھانا ہے تو سادگی کا پھیکا رنگ دکھائے کہ دوسرے بجز غم کے بُرا اثر نہ لیں۔ اپنے سادہ
لباس سادہ رنگ کے سوا جو کوئی کسی غم ہسب خیال کا آدمی اور کسی طبقہ کا انسان ایام غم حسینؑ
میں میت کے گھر والوں جیسی غمزدہ فطرتی حالت بنانے کے علاوہ لباس میں یا کہ دیگر استعمالی
چیزوں میں زینت آرائش شان و شوکت جوانی کے رنگ میں طرح طرح سے شوخی و شرارت
دکھاتا ہے وہ ثواب سے کوسوں دور خدا و رسولؐ و علیؑ بتولؑ کو ناخوش کر کے نقصان
اٹھاتا ہے اور اپنوں پرایوں سے اپنی مذمت اور اپنے دین کی توہین کرانیوالا کھلا ثابت ہو رہا ہے۔
اگر شان و جلوس اور بیاہ شادی کیطرح زینت و آرائش دکھانا ہے تو بجائے یوم تہوار
کے ولادت حسنؑ و حسینؑ کے روز جسقدر کوئی چاہے خوب کھل کر زینت و آرائش شان و شوکت
دکھائے اتنا کم ہے اب اگر اسقدر لکھنے پر بھی کوئی رنگین مزاج اپنی شوخی و شرارت سے بغیر سوچے
سمجھے یہ کہہ بیٹھے کہ پرانے مولوی تو کچھ نہیں بولتے لیکن آجکل کے نئے پڑھے لکھے دماغ سے
نئی باتیں چھانٹا کرتے تعزیہ داری بند کرانا چاہتے ہیں سو انہیں کو دل سے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر
انصاف سے پوچھا جائے کہ جس عورت کی گود ابھی خالی ہوئی ہو جوان کڑیل لاش جہاں
پڑی یا کہ اٹھ رہی ہو۔ بہن بھائیوں میں جدائی کی گھڑی آگئی ہو۔ عورت کا وارث اٹھ رہا ہو
ماں باپ کا سایہ سر سے جا رہا ہو۔ قوت بازو کمر توڑ رہا ہو تو وہاں کے رونیوالوں کے پاس
خود نئے کپڑے بدلکر عطر پھلیل لگا کر ہنستے خوشی کرتے ہوئے جا کر کیوں نہیں رونے سے روکیے مگر
تم بھی ہماری طرح ہنسی خوشی کیوں نہیں مناتے نئے کپڑے رنگین لباس کیوں نہیں بدلتے
بیچارے آدمی غیر آ رہے ہیں تمکو ذلیل و حقیر سمجھیں گے۔ اپنے مکان پر باجے کیوں نہیں بجواتے
دکانیں جہاں پر کہ میت دفن ہو یا کہ بازاروں کو کیوں نہیں سجواتے اس نامراد میت کو بارات
کی شان سے کیوں نہیں اٹھاتے۔ بغیر دفن میت کھانے پینے کو خواب و خور کو آزادگی سے روز
کیطرح بول بات کو کیوں حرام کر ڈالتے ہو بغیر چلم۔ چھالی یا بغیر برسی کے رسم فاتحہ ادا کئے
اپنی کل زینت خوشی کی باتوں کو خلاف محبت خلاف ضرورت سمجھکر موقوف کر دیتے ہو۔ تو
بتائیے کہ وہ ماتمدار تازہ مصیبت کے گرفتار ایسے خوش پوشاک ناصح کی باتوں سے اپنا
سر پیٹ کر کیا یہ نہ سمجھے گا کہ تم کیسے بے مروت بد اطوار ناقابل معاشرت جانور معلوم ہوتے
ہو کہ تم نے خوب دوستی کا انسانیت کا حق تعزیت ادا کیا اور کلمات تسلی تشفی کی بجگہ
دنیا سے نرالے ناصح بنکر ہمارا مذاق اُڑانے مردہ کی توہین کرانے آئے ہو دنیا میں تم نے یا کسی

قوم نے بجائے ماتم مردہ پر خوشیاں منائی ہوں یا ہمارے دراجبی کام چھوڑ کر زینت و آرائش میں
پڑ جائے کوئی نہ گوارا کرے گا۔ جبکہ یہ باتیں اپنے مردے کے ساتھ سب کو مکروہ معلوم ہوں تو
حسینؑ کے تعزیوں کے ساتھ یا کہ ایام غم میں زینت و آرائش کیسی قابل نفرت اور غم حسینؑ کیسا
خدا اور رسول کی توہین کرنیوالی ہوگی اگر حضرت زینبؑ کیطرح یا حضرت سجادؑ کی طرح کوئی غم
کریگا تو وہی انکا سچا فرمانبردار تعزیہ دار کہا جائیگا۔ امام حسینؑ کا غم بھی پرانا ہے اپنی میت
پر رونے رلانے خاک اڑانے اور ہر قسم کی زینت و مسرت کو فطرتاً نازیبا سمجھنے کا ڈھرا بھی پرانا ہے
اور اسی فطری شان سے ہر غمزدہ شخص گو تا قیامت جسطرح سب انسان رویا کرتے ہیں رونے کا
طریقہ بھی پرانا ہے لیکن فقط حسینؑ جیسے مظلوم کے غم میں سب نہیں اکثر شیعہ عورت و مرد کے
ظاہری لباس اور وضع میں زینت و نمائش کا اضافہ ہونا یہ ضرور نیا ہے اور غم کے خلاف
خوشی کا رنگ ہے اور ایام غم میں خصوصاً عاشورہ و چہلم میں برادران اہل سنت کا ہر طرح کی ظاہری
زینت و آرائش اور باطنی مسرت کرنا۔ تعزیہ کے ساتھ علاوہ باجوں روشنی اور دکانوں کے
چوڑہ با ... کھیل تماشے وغیرہ دکھانا مکانوں دکانوں کو سجانا اصول غم کے خلاف ضرور
نیا طرز ہے غم کا اثر غمزدہ اداس صورت بنانے سر و پا برہنہ ہونے واقعات مصیبت کو
ترنم کر بیان کرنے سے جو دوسرے پر پڑ سکتا ہے وہ کسی کی زیب و زینت سے کھیل تماشوں
سے ڈھول ڈھپروں تاشوں اور نقاروں سے ہرگز نہیں پڑ سکتا بلکہ ان سب نمائشی باتوں
دیکھنے والے کے پاس سے آیا ہوا غم فوراً جاتا رہے گا۔ غیر تو غیر خود اپنوں پر اثر ہوگا جس شہر
اور قصبہ میں پہلے یا کہ اب بغیر آرائش و نمائش دکھائے سیدھے سادہ طریقہ سے غم منایا جاتا ہے تو
وہاں غم کا مزہ مجالس کا لطف نہ حاصل ہوگا۔ مثال کے طور پر۔

لکھنؤ کا چپ تعزیہ

دیکھو یا جہاں جہاں اسی طرح پر خاموشی اور سادگی صفائی سے
صبح شام کے سناٹے کے وقت بغیر باجوں کے تو جیسے جنازہ کیطرح اٹھا
کرتے ہیں جن میں دو تین نقیب تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بقدر مجمع دو چار مصرعے شان امام
مظلوم کے مناسب رک رک کر سناتے ہیں جو اثر غم اپنوں پر غیروں پر پڑتا ہے وہ تمام تعزیوں
کو بڑی شان کیساتھ اٹھانے سے نہیں پڑ سکتا یہانتک شیعہ تعزیہ داروں کا طرز عمل بابت تعزیہ داری معلوم ہوا اب

(۹) محرم و چہلم کے زمانہ میں بابت تعزیہ داری اہلسنت مسلمانوں کا طرز عمل

دیکھا جائے اور اپنی جگہ تجربہ سے حسب ذیل
ان کے مختلف طرز عمل سے ان کے خیالات
کا اندازہ کیا جائے کہ ہر مسلمان کو بحیثیت مسلمان

ہونے کے کیا فرض ہے اور کیا عمل کیا جا رہا ہے۔

جبکہ ماتم حسینؑ عالم الست (روز ازل) سے اسلام کے ساتھ انبیاء و اولیا و ملائکہ کے عمل و اعتقاد کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ خود رسولؐ و دختر رسولؐ نے عین خوشی کے موقع پیدائش کے دن ماتم حسینؑ کی ابتدا کر کے سنت قرار دیا ہے تو اب وائے افسوس ان مخالف مسلمانوں پر ہے کہ جو کلمہ گو ہو کر اسی کے نواسہ کو رسول کے چند سال بعد وفات شہید کر ڈالیں اور محبت رسولؐ دیکھتے ہوئے اور حسینؑ کو نواسۂ رسولؐ پہچانتے ہوئے اور یزید کے طرفدار ہوں اور یزید کا کلمہ پڑھنے لگیں اور فتح یزید و قتل حسینؑ پر خوشیاں منائیں پہلی صدی کے بعد ہر صدی میں جس قدر مسلمان یزید کے طرفدار اور ذکر شہادت حسینؑ سے نفرت و مخالفت زیادہ تر (حضرت امام غزالی تصوف کے بانی کے قطعی حرام اور منع کرنے پر) اور بھی کرتے چلے آ رہے ہیں سخت حیرت اور تعجب کی بات ہے یہ لوگ فقط باطنی مخالفت نہیں کرتے بلکہ علانیہ روکنے اور نقصان جان و مال کرنے پر تل جاتے ہیں فقط گورنمنٹ کے طرز عمل سے مجبور ہیں۔

لطف یہ کہ غیر مسلم قومیں عیسائی اور زیادہ تر اودھ میں ہندو اور گوالیار کا راجہ وغیرہ اپنے اعتقاد سے تعزیہ داری کرتے چلے آ رہے ہیں انھیں اب تک باوجود مذہبی مخالفت کسی قسم کی نفرت نہیں پیدا ہوئی بہت عیسائی اور ہندو بنگالی قومیں اکثر تعزیہ علم اگر نہیں بناتے تو شریک ہو کر اثر تو لیتے ہیں اہل اعتقاد کے مسلمانوں کی تعداد کم نہیں۔ ہند کیا عرب و عجم کیا ترکستان و افغانستان کیا ہر جگہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں خواہ وہ قوم کے شیخ ہوں یا بوہرے سید ہوں مغل اور پٹھان ہوں یا دیگر پیشہ ور ہوں۔

یہ نمبر ایک کے پکے مسلمان ہیں جو کہ خلاف طریقہ رسولؐ مخالف سنت ہو کر کہاں سے کہاں چلے جا رہے ہیں اور اپنے فعل کو عین خوشنودی خدا و رسولؐ جان رہے ہیں۔

نمبر ۲ کے وہ سنی مسلمان جو کہ ذکر شہادت حسینؑ ایام محرم میں اپنے اپنے گھروں میں صرف شب و روز عاشورہ یا کہ پورے دس دن تک برابر پڑھ لیا کرتے ہیں نہ وہ دوسروں کی مجالس میں شریک ہوتے نہ وہ کسی کو اپنے یہاں بلاتے۔ نہ وہ تعزیہ بناتے نہ دیکھتے ہیں تعزیہ کو بدعت کہتے ہیں۔

۳ کے وہ سنی مسلمان جو کہ اپنے یہاں عام مجالس کر کے سب کو شریک کرتے واقعات شہدائے کربلا پڑھوا کر حصے تقسیم کرتے۔ نذر نیاز کیا کرتے ہیں۔

اور اپنے ہم خیال سنی اور شیعہ بھائیوں کے یہاں بھی مجلس میں وقتاً شریک ہو جائے۔ اکثر شیعہ نوحے پڑھتے بعض ماتم کرنے کو بھی اختیار کر لیتے ہیں۔

عوام کے ناخواندہ طبقہ کے زیادہ تر پیشہ ور جولاہے قصائی ۔ کنجڑے کبڑیے وغیرہ جن کے خاندان میں انکے بڑوں کے کسی منت مراد کے پورا ہو جانے سے یا اور کسی وجہ سے تعزیہ بنانیکی بنیاد پڑ گئی اور اولاد پر خاص انکی تاکید اور وصیت اثر کر گئی ہو تو یہ سلسلہ جاری ہے اور برابر رہیگا ۔ لیکن زیادہ تر ذکر شہادت کم پڑھتے مجالس نہیں کرتے یوں شوقیہ یا کہ گشت میں نوحہ و مرثیے پڑھ لیتے یا کہ دیکھا دیکھی برائے نام مجلس کر لیتے ہیں وہ اور بات ہے ۔ نہ تعزیہ کو جانتے نہ حسینؑ کو پہچاننا چاہتے کہ کون ہے ۔ ہاں تعزیے تو چھوٹے بڑے اونچے سے اونچے بڑی محنت اور لاگت کے بکثرت بناتے باجوں اور روشنی میں مختلف قسم کی تقسیم میں صرف کرتے ہیں ۔

لیکن اونچے سے اونچے تعزیے بنانے کی ضد میں یا کہ مزاحم راستوں سے تعزیہ لیجانیکی قسم کھانے کی ضد میں اپنی جہالت سے ہندوؤں سے یا اپنے مسلمان بھائیوں سے یا کہ سرکاری پولیس سے پیپل یا کہ کسی درخت کی شاخیں کٹوانے تار کٹوانے اپنی باتوں کو منوانے اپنے مخالف کی ضدوں اور ہٹ کے توڑنے میں اپنا یا کہ مخالف کا نقصان جان و مال کرنے آبرو بگاڑنے میں ہر وقت تیار رہتے ہیں اور محرم کے زمانہ میں محرم کے سپاہی بنکر لڑتے مرنے پر تل جاتے ہیں بجز اسکے کہ وہ چھریوں کی لکڑیوں کی مار سے اپنے آبائی رسم تعزیہ داری کی لکیر کو پیٹتے ہیں اور یہ کچھ تعزیہ کی غرض و ماہیت سے صاحب تعزیہ حسینؑ کی حقیقت سے نہ تو واقف ہیں اور نہ کل عوام تعزیہ دار واقف ہونا چاہتے ہیں ۔ ہر جگہ شیعہ لوگ فتنہ و فساد سے ڈرتے اور ہندو مسلمانوں سے نہیں لڑتے مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی یہی حال ہے ۔ بعض جگہوں میں اور سب جگہ رات میں جسطرح شیعہ عورتیں اپنی مرضی سے یا وارثوں کی اجازت سے گھر سے باہر علم و تعزیہ کی زیارت کو نکلا کرتی ہیں ۔ اسیطرح سے اہلسنت عورتیں بھی مولودیں تعزیوں میں علموں میں باہر نکلتی ہیں تو ہر اک اعتراض کے قابل ہونگی خواہ وہ ہند کی ہوں یا کہ عرب و عجم اور دیگر ملکوں کی ہوں ۔

اہلسنت فرقہ کے تمام افراد خواہ وہ کسی طرح سے تعزیہ دار ہوں یا کہ حرام کہنے والے ہوں ادھر محرم کا زمانہ آیا تو علم و تعزیوں کے ہمراہ جلوس میں کسی قدر کم مگر روز عاشورہ تو خواندہ ناخواندہ سبھی وہی نئے جوڑے زرق برق جو کہ عید میں پہنتے تھے عاشورہ کے روز صبح سے بدل ڈالیں گے خواہ وہ تعزیوں میں شریک ہوں یا اپنی جگہ محفوظ رہیں بجائے غم خوشی کرتے پان کھاتے عطر و پھلیل لگائے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے تماشائی بنے میلہ کی طرح دکانوں سے چاٹ کھاتے عید کی طرح عید کھلونے خرید کر لاتے دکانوں کو مکانوں کو سجاتے ڈیرے خیمے لگاتے

جہاں سے تعزیے گزرتے ہوں یا جہاں پر دفن ہوتے ہوں وہاں سب جگہ یا تعزیے نہ نکلتے ہوں غرضکہ قوم کی سبھی فردیں زینت و آرائش کو واجب جانتے ہیں۔

نتیجہ اہلسنت اعتقاد کے وہ لوگ جو کہ تعزیہ داری کو بدعت ذکر شہادت حسینؑ کو حرام کہتے ہیں اور حسینؑ کو قتل کرنے آل رسولؐ کی حقارت کرتے ہیں آیا وہ حق پر ہیں یا جو لوگ عید و میلہ کیطرح تعزیہ داری کرتے ہیں نقصان جان و مال کرتے ہیں وہ حق پر ہیں یا کہ باطل یا جو لوگ رسولؐ اور مصیبت زدہ خاندان رسولؐ کیطرح سوگوار رہتے ہیں یہ حق پر ہیں اسکا فیصلہ بجائے خود ہر شخص اپنے مقام پر کرسکتا ہے۔

محرم اور چہلم کے زمانہ میں

شیعہ و سنی مسلمانوں کی زینت و مسرت کا فرق

شیعہ وہ تعزیہ دار قوم کہ جن کے اعتقاد میں شادی مسرت اور پنجشنی زینت و آرائش کرنا ایسے حرام ہے کہ قبل شہادت اور بعد شہادت حسینؑ رسولؐ غمگین اور پریشان بال روتے ہوئے نظر آئے جنھیں دیکھکر حضرت ام سلمہ غمگین و پریشان حال اور جناب فاطمہ بیقرار ہوئیں۔

چنانچہ وہ محرم سے چہلم تک اور اکثر جگہ آٹھویں ربیع الاول تک اپنی تمام شادی خوشی کی رسموں کو بند کردیتے ہیں۔

کیونکہ سنی اور شیعہ کی سب کتابوں میں شہادت حسینؑ پر سوائے رونے پریشان حال ہونیکے حضرت رسولؐ اور خاندان رسولؐ کا عاشورہ کے دن روزہ رکھنا نئے کپڑے بدلنا خوشیاں منانا عید اور میلہ کا نقشہ اندر باہر دکھانا قطعی ثابت نہیں ہے مگر ہاں روزہ عاشورہ لشکر یزید میں دربار یزید میں حسینؑ کو معہ چھوٹے بڑوں کے قتل کرنے اور خاندان رسول کو ذلیل کرنے کی خوشی میں خوشی منائی گئی اور چھوٹے بڑوں کو مکانوں دکانوں بازاروں کو سجا کر آل رسولؐ کے غم کے مقابلہ میں عید اور میلہ کی ہر جگہ شان دکھائی گئی ہے۔

اب رہا ماہ محرم کا آراستہ کرنا علموں تعزیوں وغیرہ کا سجانا لذیذ چیزوں کا تقسیم کرنا یا نذر و نیاز دلا کر کھانا یہ کل باتیں غم حسینؑ کو دل میں اور کل رگ و پے میں رکھکر حسینؑ کا نام دوسروں پر ظاہر کرنے آراستگی اور قدر و قیمت کیا تھا روشن کرنے دوسروں کو ترغیب دینے کے لیے شہروں کے قابل استطاعت پر تکلف طبیعتوں سے رواج پایا ہے یہ وہی

باتیں سمجھو کہ جیسے سنی وشیعہ سب اپنے مردوں کے خوش کرنے کے لیے اپنے کھانوں پر لذیذ چیزوں پر
جگہ کو صاف ستھری بنا کر صاف کپڑے پہن کر خوشبو میں جلا کر بھائیوں کو بلا کر انکے سامنے اپنے مردوں
کی یاد کر کے مردوں کی قدر و منزلت کو ظاہر کر کے دنیاوی ایسی شکایتوں کو دفع کرتے ہیں شاید
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ اپنے مذہبی پیشواؤں کی روحانی جسمانی قوتوں سے ذہنی و حسی
اور طرح طرح کے فیض حاصل کرتے نجات کے طالب ہوتے ہیں اپنے خاندانی بزرگوں کی جائداد سے
مزے اڑاتے ہیں مگر ان کی روحوں کو خوش کرنے کے لیے انکے نام کا فاتحہ بھی نہیں لاتے یا کہ
فاتحہ کو بغیر اہتمام کیے ناقدری سے دلاتے معمولی باتوں میں ٹال دیا کرتے ہیں جس سے مذہبی پیشوا کی
خاندانی بزرگوں کی اور خود نام نہ لینے والوں کی سراسر توہین ہوگی اگر وہ اپنے مذہبی پیشوا
خاندانی بزرگوں کے نام کو انکے حالات کو دل سے فراموش کر دیں گے۔

جسطرح سے میلاد شریف میں مکانوں کو اور ماہ رمضان میں بروز ختم قرآن مسجد کو
یا عرس کے زمانہ میں پیر دستگیر کے مزاروں کو سجا کر اور چیزوں کی تقسیم سے اس لیے رونق دار
بنایا جاتا ہے کہ لوگوں کو ترغیب ہو اور انتظام کرنے والوں سے پیسہ لگانے والوں سے اپنے پرائے
خوش ہوں اسیطرح سے شیعہ بھی مسلمان بھائیوں کو یا اور مذاہب کی مذہبی رسم و رسم کو بارونق
بنانے کیطرح اپنے امام باڑوں کو علموں تعزیوں کو قیمتی سامان سے سجائیں بلکہ ہر قسم کے عمدہ
غذاؤں سے مجلس نیاز کو رونق دیں تو یہ بجا اور قابل الزام بات نہ ہوگی۔

اب رہا معاملہ مختلف قسم کے باجوں کا غم کے دنوں میں شامل کرنا اور نہ بھی باجا بجانے کو
ثواب سمجھ لینا خلاف ہے یوں باجے کی ایک ڈنکے کی چوٹ اور محرم کی خبر دینے اور غم و ماتم حسینی
کی دنوں پر چوٹ لگانے کے لیے کسی بے رونق دار سادہ باجے کو اسباب غم میں قرار دیا جائے تو زیادہ
ممکن ہے کہ الزام و اعتراض سے بچ جائے اور گنہگار خطاوار نہ ٹھہر سکے۔

رہ گئی از قسم لباس جوتا ٹوپی کپڑے وغیرہ میں سبز و سیاہ رنگ سے طرح طرح کی زینت کرنا
اور جسم سنوارنا یا دیگر غیر ضروری تنتی باتوں میں ہر قسم کی خصوصیت کو عزاداری کا یا مذہب شیعہ
کا جز سمجھنا عقل اور رسم عزاداری اور مذہب حقہ کے اصول کے خلاف ہے۔

یہ زینت و آرائش کے ہر قسم کے چوچلے وہی کرتے ہیں جو کہ بچے نوجوان عورتیں مرد اور اسی
خیال کے بڈھے زمانہ کے رنگ میں رنگے ہوئے خود کو حسین کے سوگوار و تعزیہ داروں میں
شامل کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے رنگین فعل سے تعزیہ داری کی خود توہین کرنے والے ہوتے
ہیں کہ جن کے دلوں پر امام کے سوگ کا اثر نہیں ہوتا اور ان کو ان کے دنوں میں کیا طور نگی

زیب و زینت کی مجالس میں باتوں کی پان تمباکو کی فقط عمدہ تبرک کی مانجے بجوانے کی نئی رجہا
کرتی ہے جن کے فعل پر غیر مذہب کے لوگون کو فقط اعتراض نہیں خود مذہب شیعہ کے پیچے
تعزیہ دار اور ان کے علما سب اسے لوگوں کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں یا جو کوئی بری بات کرے
اسے اچھا کون کہتا ہے بخلاف برادران اہلسنت کے کہ ان کے اعتقاد مین یہ بات کہلی مشہور ہے کہ
عاشورہ کا دن بہت سی عمدہ قابل فخر باتوں کی وجہ سے خود باعث برکت اور شادی و مسرت کا دن ہے
دوسرے اس روز شہادت حسینؑ معقول ہوئی اس حسینؑ بڑے اطمینان کیجگہ بہشت میں پہنچے
لڑائی جھگڑوں سے چھوٹے تو عاشورہ کے دن جسقدر خوشی اور زینت و آرائش کیجائے باعث ثواب ہے
اور روزہ رکھا جائے وہ بہتر ہے۔

اسوجہ سے لوگ عام طور پر چھوٹے بڑے بچے جوان بوڑہے جاہل عالم اپنے جسم لباس و مکان کی
عید کی طرح ظاہری آرائش کرتے اور اکثر عالم ایسی بیاہ شادیون اور خوشی کی رسمون و ختنہ مونڈن
وغیرہ بجالانے پر بھی اس لیئے جرأت کر جاتے ہیں کہ ان کی ریت دنیا مین قائم ہو اور عام لوگون کے
دلوں سے ایام غم حسینؑ میں خوشی کرنیکا خوف جاتا رہے سو اب تک بفضل خدا کسی شخص نے سوائے
بوا کہنے کے بیاہ نکاح کرنے اور ختنہ ولادت کی رسم بجالانے کی کسی عالم کے توڑنے سے پیروی نہین کی
اور خوف بدستور باقی رہا لیکن سُنی مسلمانوں کی بروز عاشورہ اس ظاہری عید اور میلہ کیطرح زینت و
آرائش کی وجہ مین یزیدی جشن کی پیروی ہرگز نہین کہتے بس فقط روز عاشورہ کی ذاتی مسرت سے بات بناتے ہین
جس بات کے بنانے پر سوال ہے کہ خاص ان عالموں و وقف کاروں شہر کے دو چار گنون چنوں کو
چھوڑکر کہ یوم عاشورہ کی خوشی کی دہوں کو بنا کر خوشی کرنے سے گئے کپڑے بدلنے کے سوا باقی
لاکھوں کروڑوں مسلمان عام طور پر جبکہ ہندوستان میں تعزیہ کی ایجاد ہی ہوئی تھی یا کہ
جہاں پر تعزیے نہیں بنائے جاتے تھے غیر تعزیہ دار لوگ آیا عام طور پر اسیطرح سے خوشیان منایا کرتے
تھے نہیں ہرگز نہیں۔ یا حسینؑ کا غم جب تک دوست داران آل حسن حسینؑ کے دلوں اور
انکے مکان کی چہار دیواری میں منایا جاتا تھا علان اغیار کے سامنے نہیں آیا تھا پس اگر کہیں غم حسینؑ
نہیں منایا جاتا تھا تو بجز دو چار وقف کار عالم کے عام طور سے خوشی اور زینت بھی نہین کی جاتی
تھی بالعجب تک واقعہ شہادت حسینؑ پر نہیں گزرا تھا آیا اسوقت انبیا مین کسی نے یا کہ خلفا و
ازواج رسول میں کسی نے عاشورہ محرم کے دن خوشی منائی ہو یا کہ رسول نے امت کو یون حکم دیا
ہو کہ تم روز عاشورہ جلیم میں عید میلہ کی شان دکھانا یا خلفائے اسلام نے اول سے لیکر معاویہ تک
اور یزید کے بعد دیگر خلفائے اسلام نے خواہ کوئی علی کا دشمن بھی گذرا ہو کسینے بجز یزید کے

عاشورہ کے دن خوشی کی زینت و آرائش کی سنت ہنیں جاری کی اگر ان میں بھی کوئی جاری کرتا تو تعزیہ دار
مسلمانوں کے علاوہ رسول و دختر رسول و خاندان رسول پر بڑا احسان ہوتا کہ یزید کی طرح عاشورہ
چہلم و ایام غم محرم میں اوس نے خوشی کی رسم قائم کی ہے خواہ اوس وقت یا کہ بعد کے مسلمان
اپنے اپنے عزیزوں کے جنازوں کو غم کی شان سے اٹھاتے اور ان کی لاشوں پر روتے پیٹتے مہینوں
برسوں تک تعزیت و ماتم غم کیطرح کرتے ان کے جنازوں کے ساتھ پٹہ بازی کھیل تماشے
نہیں کرتے باجے نہیں بجواتے دوکانیں نہیں سجاتے مسی سرمہ کاجل عطر پھلیل لگا کر کپڑے نئے بدل بدل
کر اپنے عزیزوں دوستوں کی ماتم پرسی نہیں کرتے مگر یہ سب باتیں حسینؑ کے لئے دختر رسول کو دنیا سے نرالا پرسہ
دینے کی خاطر رکھ چھوڑیں تھیں سو یزیدی سنت کے ہمراہ عمل میں لائی جانے لگیں۔

دوسرا سوال یہ کہ اگر ۶۱ ہجری میں واقعہ کربلا کے بعد آنے والے مسلمان یزیدی
خوشی کی تقلید اور سنت سے بخوف خدا و رسول خود کو بچانا چاہتے ہیں تو روز عاشورہ لشکر
یزید میں پھر دربار یزید میں جسقدر مسلمان تھے وہ حضرت ابوبکر و عمر کو خلیفہ اول دوم اور علیؑ کو
خلیفہ چہارم ماننے والے سنی مسلمان تھے ان میں جاہلوں کو خاندان رسول سے ناواقف
لوگوں کی چھوڑ کر ہزاروں عالم حافظ قرآن اور سیکڑوں صحبت رسول میں آنے والے حسینؑ
کے مراتب کو رسول سے قرابت کو جاننے والے بھی وہاں موجود رہتے تو ان میں اگر خوف خدا و
رسول بمقابلہ یزید غالب ہوتا تو وہ حرؑ جانباز کیطرح معہ فرزند و برادر و غلام بگڑ کر یزیدی لشکر
سے جدا ہو جاتے اور اس سے لڑتے پھر دربار یزید میں اہل حرم کی تشہیر و رسن بستہ دیکھنے پر جان
و مال کا خوف نہ کھاتے یزیدی لشکر پر ہاتھ صاف کرتے یا کم وہاں سے بگڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے
تو بلاشک ایمان ان کا قابل فخر و ذکر ہوتا لیکن جب کہ علیؑ کے بجائے حضرت ابوبکر و عثمان
کو خلیفہ رسول ماننے والے مسلمانوں نے اس وقت یزیدی لشکر میں داخل ہونے قتل حسین پر کمربستہ
ہونے خاندان رسول کو تباہ کرنے ان کی تشہیر کرنے بھرے دربار میں ان کی توہین کو بچشم خود
دیکھنے کو فتح یزید کی خوشی منانے خود کو آراستہ کرنے کو اوس وقت سب نے جائز سمجھا تھا تو
اوس سال کے بعد آئندہ آنے والے مسلمان اپنے مذکورہ اعتقاد و عمل کی پیروی میں متابعت
کرتے نظر آئیں تو کیا تعجب اور کون سی حیرت اور نفرت کی بات سمجھی جائے گی۔

ہم نے مانا کہ روز عاشورہ سراپا خوشی کا دن تھا جس کو نہ انبیاؑ نہ ملائکہ نے منایا نہ خود نبی نے نہ خلفائے
اسلام خاص طور سے اپنے زیر اثر لوگوں میں پھیلانے کی کوشش انکی ہوگی لیکن چونکہ
اسی روز مسلمانوں کے رسول کا نواسہ اسلام کو زندہ اور قائم رکھنے کی خاطر قتل ہوا ہے

اتو اس مظلوم کے قاتلوں اور خدا و رسول کے دشمنوں یعنے یزیدی طرفداروں نے جو باطل خوشی سر(یا حق محسن اسلام حسین) کو شکست دینے کے مقابل میں عین عاشورہ کے روز لشکر یزید میں اور بعد کو دربار یزید میں منائی تھی تو ایسی نیک و بدمخلوط صورت اور نسبتاً مذمت آمیز امر کو کم از کم اس روز ترک کر دینے پر ہر غیر جانبدار خدا و رسول کے سچے طرفدار کو اس لئے ضرور آمادہ ہونا چاہئیے کہ اس روز شیطان مجسم دشمن خدا و رسول کی خوشی عین یوم غم شہادت حسینؑ کے مقابل مسلمانوں میں جبریہ شامل ہو کر اُن کے نیک عمل کو باطل کر رہی تھی تو عاشورہ کی قدیمی خوشی کو ملتوی کرنے پر معمولی جرم کے بہ نسبت یزید کی طرفداری کے زبردست جرم سے بچانا بدرجہ اولےٰ ہوتا۔

پس اگر تعزیہ دار مسلمانوں میں واقعی شان غم دکھانا اور خدا و رسول سے سچی محبت وہمدردی کا اظہار کرنا ہے تو تعزیوں کے ساتھ یا جہاں پر کہ تعزیے دفن ہوتے ہوں اپنے آپ کو اپنے بھائیوں کو عید میلہ کی طرح خوشی کرنے اور زیب و زینت بطور دکھانے سے پٹہ بازی سے کھیل تماشوں سے دکانوں کی آراستگی سے بچا کر بغیر کسی سے لڑائی مول لئے خاموشی سے تعزیوں کو علموں کو واقعات کربلا پڑھتے رنج وغم گریہ و ماتم کرتے لے جائیں جس طرح کے راستہ میں رکاوٹیں اور رکانیں حائل ہوں تو نہایت ہشیاری سے دامن بچا کر وہاں سے نکل جائیں خود کو یا کسی کو نہ الجھائیں خلق و تواضع سے کام لیں تب تو آپ کی تعزیہ داری کا اثر دوسروں پر بہتر پڑے گا ورنہ آپ اسکو بازیچہ اطفال اور پہلوانوں کا اکھاڑہ اور لڑائی کا میدان بنا کر بلاوجہ بدنام نہ کرائیے اور خود کو اپنے جانیوں کو بشر نقصان جان و مال سے بچائیے۔ (والسلام)

یہاں سے غم کی بابت تاریخی پہلو دکھایا جاتا ہے اور دیگر یادگاروں سے غم کی یادگار کی ضرورت ثابت کی جاتی ہے۔

مقصد ہذا کا تاریخی منظر
حسینؑ کا غم اور واقعات عالم

(۱) یادگار کی ضرورت اور دنیا کی یادگاریں

اپنے کسی عزیز خیر خواہ یا دشمن بدخواہ یا بادشاہ عادل اور شجاع و بہادر کی یا کہ اپنے مذہبی خدا یعنی دیوتا اوتار یا کہ پیر پیغمبر اور انکے جانشینوں کی یاد خوشی کی ہو کہ غمی کی ہو، لوگ دل سے مناتے اور ان کے مقدس مقامات کو مقدس کتابوں اور دیگر تبرکات کو بڑی حفاظت اور عظمت و شوکت سے

قائم رکھتے ہیں اگر یہ صفحہ دنیا سے مٹادی جائیں تو بہت ہی جلد ان کا نام بھی دل سے محو ہو جائے گا کہ جنسے کسی کی یادگار مٹادی ہوگی جب اپنے نام و نشان اپنے محبوب یا دشمن یا پسندیدہ مکروہ شئے کا صفحہ دل سے دہل گیا تو اس کے عمل اور طریق یا کر ارشاد و فرمان کی پابندی ختم کرنے سے انسیت نہ رہے گی جس کے مٹنے سے ہر قوم قبیلہ اور خاندان کا نشان اور ہر مذہب و ملت اور حکومت و ریاست کی امتیازی نشان باقی نہ رہیگی جس امتیاز کے اُٹھ جانے سے دنیاوی دینی مقاصد کے پورے ہونے میں بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی اور اچھے برُے دوست دشمن اور خالق و مخلوق میں کچھ فرق نہ رہے گا جبکہ کسی کی یاد باطن سے اور اسباب یادگاری ظاہری صفحہ دنیا سے مٹا دیجائے گی۔

مثلاً کسی کے ماتھے پر قشقہ ہاتھ میں مالا زبان پر رام رام اور منہ پر ہر ہر جاری ہوتا ہے تو اُسے صاف ہندو کہیں گے خواہ وہ دل میں پکا مسلمان یا کہ عیسوی اعتقاد کا ہو۔ یا کسی کے ہاتھ یا تسبیح بغل میں قرآن ہو یا کعبہ اور مسجد میں یا اور کسی اسلامی مقدس مقام پر موجود ہو زبان پر اللہ اللہ کی آواز لگاتا ہو تو وہ مسلمان کہا جائے گا خواہ وہ بالفرض ہندو دھرم کا ہو یا مذہب کی یا کہ اپنے کسی برُے کی دشمن کی یا کہ خیر خواہ کی جو چیز بھی بغرض یادگار مقرر کر دی جائے گی جو نشانی طبقہ و خاندان اور ملک و مذہب و قوم کی مقرر ہو جائے گی بس اسی کی بدولت کسی خیال کی حقیقت کا پتہ چلتا اور ظاہر سے باطن کا حکم لگایا جاتا ہے خواہ حقیقت کسی کی بر عکس ہو جس سے ثابت ہو گیا کہ کسی کی یاد بغرض محبت یا دشمن کی بغرض نفرت کراہت بغیر کسی رسم طریق یا اس کی کسی شئے کی باقی رکھنے کے ممکن نہیں پس ہم اپنے دوست کو بغیر کسی صورت یا اوسکی کسی چیز مثل انگوٹھی رومال اور چھڑی وغیرہ جیسی نشانی کو بغیر پاس رکھے ہوئے یاد نہیں رکھ سکتے اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ دنیا میں مشہور یادگاریں کس کس قسم کی کس غرض سے قائم ہیں اور ہر شخص کے اغراض و مقاصد کو پورا کرتی ہیں۔ یا نہیں۔

دیگر اقوام کی اکثر یادگاریں اور اُن کی تعظیم و تکریم۔

دنیا میں ہزاروں لاکھوں یادگاریں ہر قوم و مذہب کی ہر جگہ موجود ہیں جنکی وہ سب ہر وقت عظمت کرتے اور سال میں کسی مقررہ تاریخ پر مناتے اور اپنے مقرر کردہ اصول سے ان کے رسوم بجا لاتے ہیں مگر ان میں کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرتا نہ حقارت و توہین سے اس پر نگاہ ڈالتے ہیں بخلاف مسلمانوں کے کہ وہ اپنے بزرگوں کی مقرر کردہ رسموں کو تو بجا لاتے ان کے تبرکات کی نہایت تعظیم و تکریم سے یاد تازہ کرتے ہیں مگر تعجب ہے بعض مسلمان اپنے مقدس محسن اسلام خدا ئے

رسول کی نقلیں تعزیہ داری پر اعتراض کرتے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو ہنستے اور بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

غیر مسلم کی چند یادگاریں عیسائیوں کے گرجا گھر انجیل حضرت عیسےٰؑ اور حضرت مریمؑ کی تصویریں اور دیگر تبرکات تمام گرجا اور اکثر جنگلوں اور عمارتوں پر جھنڈوں پر صلیب کے نشان بابل کی اینٹیں۔ بادشاہوں کے مقبرے قلعہ دیگر عمارتیں اور اُنکی مخصوص استعمالی چیزیں عجائب خانوں کی کل چیزیں۔ ہملٹن کی ہیٹ کیمبرج کالج لندن میں سر اسحٰق نیوٹن کا کمرہ عیسائی تہوار اور رسمیں۔

ہندوؤں کی یادگاریں مندر۔ وید شاستر اُنکے بزرگوں کی مورتیں اور پسندیدہ چیزیں ہندوانی تیوہار اور رسمیں رام لیلا میں رام لچھمن اور سیتا سے محبت اور راجہ راون سے نفرت عداوت والے قصے خود جنگبازی کرکے دکھاتے ہیں تلک جینیو سر پر چٹیا ہاتھ میں مالا اور لٹیا وغیرہ

مسلمانوں کی یادگاریں قرآن۔ کعبہ۔ بیت المقدس مساجد۔ کوہ صفا مروہ ائمہ انبیا کے مزار پیروں کی درگاہ خانقاہ۔ اُنکے تبرکات تسبیح۔ مذہبی احادیث وتفاسیر فقہ کی کتابیں حجرالاسود چاہ زمزم علمائے صوفیائے کرام اور اُن کی پسندیدہ چیزیں۔

رحل جزدان یا غلاف کعبہ رحل جزدان کی قدر وعظمت قرآن سے مس ہو جانے سے کی جاتی ہے اسیطرح سے کعبہ کے غلاف کی کسقدر عظمت کی جاتی ہے کہ جب وہ نیا چڑھایا جاتا ہے تو فوجی جلوس علما و اراکین سلطنت کے ساتھ نعرہ ہو و تکبیر لگاتے باجے بجاتے آتشبازی چھوڑتے پھول نچھاور کرتے لاتے اور کعبہ پر چڑھاتے ہیں خواہ کوئی جل جائے تو مضائقہ نہیں پھر جب وہ پُرانا ہو جاتا ہے تو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بترکا بٹ جاتا ہے۔

محمل حضرت عائشہؓ و رسول خدا اسیطرح سے وہ محمل جناب رسولخدا حضرت عائشہؓ کے ایک مصر سے دوسرا شام سے بڑے تزک حتشام سے لائے جاتے ہر ایک انھیں مس کرنے ہاتھ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ بڑی خوشی منائی جاتی بازار آراستہ ہوتے دکانیں و مکان سجائے جاتے شب چراغاں ہوتا ہر ایک جگہ محملوں کی زیارت کیجاتی ہے بس اگر علم وتعزیہ دلدل بنانا یا اونکا گشت کرنا بیجا ہے تو یہ بھی بیجا ہونا چاہیے۔

چادر شریف و گاگر شریف و صندل شریف ہر شہر و قصبہ ہندوستان کے جہاں مزار پیروں کے ہیں اُنکے معتقدین علاوہ قوالی وغیرہ انکے مزاروں پر قوالی غزلین گاتے چادرین اور گاگر چڑھاتے۔ خواہ چڑھانیوالے شریف قوم سید شیخ مغل پٹھان ہوں یا میراثی کسبیان اور کسی قسم کے پیشہ ور ہوں بہرحال کسی عالم کیطرف سے کسیوقت اُنپر کفر و بدعت کے فتوے نہیں لگائے جاتے اور انکے

تابوت سکینہ انبیا کے تبرکات تھا

ایک صندوق تھا جسمیں رسولوں کی تصویریں حضرت آدم سے جناب محمدؐ تک تھیں موسیٰ کا عصا ہارون کا عمامہ اور کچھ تختیاں تھیں یہ تابوت حضرت آدم سے جناب ابراہیم تک چلا آیا پھر موسیٰؑ کو ملا پھر شمویل سے عمالقہ نے لیا پھر اب تابوت علیؑ اور تابوت حسنؑ تابوت سکینہ پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

عید قربان عاشورہ محرم یادگار ابراہیمی مین

فعل ابراہیمی اور قربانی اسمٰعیل کی تاریخی مذہبی یادگار ہر مسلمان اسلیئے قائم رکھتا ہے کہ ایک نبی زادہ چھری کے نیچے سے بچا دیا گیا۔ اور بجائے اسکے دنبہ ذبح ہو گیا جسکا وجود نشان بھی نہ تھا یہ ضرور تعجب کی بات تھی خدا کی قدرت و مصلحت شامل حال تھی تو ایسے واقعہ صبر کی یادگار کیا منائی جاتی ہے اب ان چند مثالوں سے تعزیہ داری کی حکمت جو ز کا انصاف سے صحیح اندازہ لگاؤ کہ عید قرباں نبی زادے کی چھری سے بچکر گلا نہ کٹنے اور دنبہ کٹ جانے اور صبر ابراہیم و اسمٰعیل کی یادگار منائی جائے لیکن عاشورہ محرم جو کہ نواسۂ رسول کے گلا کٹنے کی حسب منشا خدا و رسول ہے سب سے موثر زبردست غم سے بھری یادگار ہے یہ خلاف عقل خلاف شریعت خلاف رسم دنیا کیسے ہو سکتا ہے۔ تو پھر تعزیہ داری کا مذاق اڑانا حرام سمجھنا خدا و رسول کے خلاف ہو گا۔ جسپر سخت افسوس ہے کہ اسکی اشاعت کی کوشش نہ کیجائے بلکہ اور بند کرنیکی سبیلیں نکالی جاتی ہیں۔

(۲) محرم کیا شے ہے اور کیونکر باعث امن و مسرت ہو کر ماہ غم بنا اور اسلامی غم کی یادگار ہو گیا

محرم

مسلمانوں یا عرب کے سال کا پہلا مہینہ ہے اسمیں عربوں نے اسمیں قتل خونریزی حرام کی تھی سال میں عرب بہت آرام اطمینان سے محرم و صفر کے مہینہ میں سوتے تھے۔

عاشورہ کی برکت وسعادت اور فخر مباہات کی وجہ قدیم

(۱) کہ بروز عاشورہ خدا نے زمین آسمان ستارے دریا پہاڑ لوح قلم کرسی اور فرشتے وغیرہ پیدا کئے (۲) اس روز ابو البشر جناب آدمؑ پیدا ہوئے اور بہشت جائے سکونت ان کے لیے مقرر ہوئی (۳) حضرت آدمؑ کی توبہ اسدن قبول ہوئی (۴) حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر بلائے گئے (۵) کشتی جناب نوحؑ کوہ جودی پر بعد تلاطم ٹھہری (۶) حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی (۷) حضرت داؤدؑ کا قصہ معاف ہوا (۸) حضرت سلیمانؑ کو سلطنت ملی (۹) حضرت ایوبؑ نے مرض سے نجات پائی (۱۰) جناب موسیٰؑ فرعون پر فتحیاب ہوئے (۱۱) حضرت یونسؑ شکم ماہی سے باہر آمد ہوئے (۱۲) حضرت عیسیٰؑ آسمان پر بلائے گئے۔

مذکورہ بالا ایسے جلیل القدر خاصان خدا کی ولادت کامیابی اور نجات حاصل ہونے اور دنیا بھر کے پیدا ہونے پر بروز شہادت حسینؑ کیخاطر اپنی خوشیوں اور ان برکتوں پر پانی پھیرا اور خوشی رنج و مصیبت ماتم سے بدل گیا جسکا ثبوت معتبر کتابوں میں سب موجود ہے یہاں صرف ایک قول برادران اہلسنت کی کتاب غنیۃ الطالبین

دیگر معتبر کتابوں میں ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام محرم میں امام مظلوم کے ماتم میں مصروف رہتی ہیں اور رونے والوں کے آنسو اپنے رومال سے پونچھتی ہیں نیز ستر ہزار فرشتے قیامت تک حسینؑ مظلوم کی قبر شریف پہ ماتم میں مصروف رہینگے

تمام قوموں میں صرف مسلمانوں کو فخر و امتیاز حاصل ہے کہ اونکے مذہب میں غمی کی یادگار محرم میں شہادت حسینؑ سے قائم ہوئی۔ جو ترقی اور تقویت اسلام کو پہنچ رہی ہے وہ بات کسی اسلامی یا غیر اسلامی خوشی کی یادگار سے حاصل نہیں ہوئی کیونکہ بہ نسبت اسباب مسرت کے غم و مصیبت و ماتم کے داستان اور اس کے رواج کے ذریعے زیادہ موثر اور ترقی پذیر ثابت ہو رہے ہیں۔ لہذا خوشی کی مراسم کے اہتمام سے زیادہ اگر فضائل و مصائب انبیا ائمہ بذریعہ مجلس و تعزیہ داری بلیغ اہتمام کے ساتھ بیان کئے جائیں اور ہر فریق کو شرکت کا موقع دیا جائے ان کی شکائتوں اور نفرتوں کو دور کیا جائے تو پھر اور بھی زیادہ اسلام کو فروغ حاصل ہوگا

جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ہر اہل مذہب نے اپنی مذہبی متبرک رسموں اور چیزوں کو باقی رکھکر انکی حمایت کی تو اسلام نے سب سے زیادہ اشاعت و ترویج دین اور کفر و شرک مٹانے کے لیے بڑے مظاہرے اور بڑی یادگاریں قائم کر دیں جنکا نمونہ اور نقشہ محرم سے دکھایا جاتا ہے جس سے اسلام کو یادگاروں اور مظاہروں کا مجموعہ کہنا بیجا نہ ہوگا انھیں اسلامی یادگاروں و مظاہرات میں سے تعزیہ داری سب سے زبردست روحانی او عرفانی مظاہرہ اور یادگار ہے۔

(۳) محرم و عاشورہ میں تلاطم۔ عید الفطر و عید قرباں کا سین بہار و خزاں اور رنج و غم ہنسی خوشی کا منظر

محرم محل اطمینان تھا کہ اول ہجرت تھی۔ اسکا عاشورہ مختلف برکتوں اور اور خوشیوں کا مجموعہ تھا تو بڑی مسرت و انبساط اور فخر و مباہات کا دن تھا۔ لیکن اسکا اطمینان اور انبساط فقط یزیدیوں سے نہیں تمام مسلمانوں سے بلکہ تمام عالم کے ہاتھ سے فقط شہادت حسینؑ کی خاطر خاک میں مل گیا اور ایسا مٹا کہ الفاظ عشرہ و عاشورہ یا فقط محرم اور اربعین و چہلم کے استعمال کرتے ہی بلا خصوصیت مذہب واقف کار کے لیے بذات خود بلا کسی کنایہ اشارے کے عنوان غم و نشان گریہ و ماتم ہو کر واقعہ کربلا کی شہادت اور ظلم یزیدی کی خبر دینے لگے وہ تمام خوشیاں رنج سے ایسی بدلیں اور رنج و مصیبت کی گھٹاؤں اور اذیت و تکالیف کی تاریکیوں میں ایسی غائب ہوئیں کہ بجز تصویر غم و ماتم اور کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا کہ عاشورہ یا کوئی خوشخبری بھی تھی (۲) اب رنج و خوشی کا منظر عید الفطر اور عید قرباں کی شان دریائے فرات پر حسینؑ کے بیت حرم کے لٹنے اور خیموں کے جلنے لشکر یزید میں اطمینان و زینت و آرائش کے سامان سے بھرے دربار یزید بازار کوفہ و شام وغیرہ میں حرم کے بے پردہ پریشان بال مقید رسن بستہ اور تمام اہل دربار کوچہ و بازار کی زینت و سجاوٹ اور جشن فتح سے رنج و مسرت کا پورا مرقع بن جاتا ہے [illegible] پیر بلاوجہ جہالت سے ہندو مسلمان اور سنی و شیعوں کے فساد اور تکرارے

بجائے اطمینان و دل جمعی کے بدامنی اور قتل و خونریزی سے سر و پا برہنہ ماتمدار سوگوار بننے اور عید کیطرح کپڑے بدلنے میلے لگانے دکانے سجانے سے عبارت ہے۔ زیادہ محتاج بیان نہین۔

مسجد اور کعبہ کعبہ یا اوسکی نقل و صورت یادگار، تمام مسجدین چونا گارا (یا) لکڑی اور اینٹ کی ہم انسانوں کے ہاتھوں کی بنی ہیں فقط بغرض عبادت خدا خدا سے نسبت دیکر ان کو بیت اللہ خدا کا گھر کہتے ہیں اور تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں حالانکہ خدا کا مکان نہیں ہے

منبر شریف چونکہ کسی شے کی کسی بڑی با قدرت شے سے نسبت دیکر عظمت کرتے ہیں اسلئے خانہ کعبہ اور مسجدیں بغرض عبادت خدا اوسکے نام کی پکاری جائیں اور بیت اللہ خانہ خدا کہی جاتی ہیں سب مسجدوں امام باڑوں کے منبروں کو رسول اللہ کا منبر کہکر اوسکی ادب و تعظیم کرتے ہیں حالانکہ رسول کے زمانہ میں اُنکا ایک ہی منبر تھا جسکی ہزاروں لاکھوں نقلوں کی برابر تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔

دیگر تبرکات شریف قدم شریف پنجہ شریف موئے مبارک یا دیگر بزرگوں کے تبرکات خواہ اصلی نہ بھی ہوں تب بھی اُنکے نام پر تعظیم کرنے پر بلا اعتراض ہر مسلمان تیار ہو جائیگا۔

تعزیہ شریف اسیطرح تعزیہ کی تعظیم و تکریم کاغذ بانس لوہے لکڑی کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ اس وجہ سے کہ وہ فرزند حسین مظلوم کے روضۂ مقدس کی نقل اور اُن کے نام سے نامزد ہے تعزیے کے اندر دو قبر نواسۂ رسول کی قبروں کی نقلیں ہیں ان مصنوعی قبروں کا احترام کیا جاتا ہے۔

قبروں کا پوجا نہیں ہے کیونکہ قبر اسے کہتے ہیں جس کو گورکن کھود کر بناتے ہیں۔ اور تعزیوں میں قبروں کی نقلیں ہیں جو غیر روح ہے جن کی ادب تعظیم کرنے میں کوئی مذہبی جرم و گناہ نہیں چنانچہ فقہ کی زبردست کتاب فتاویٰ عالمگیری اور خزانۃ الروایات میں ہے۔

ایک شخص نے رسول مقبول کی خدمت میں آکر عرض کی کہ میں نے جنت کی چوکھٹ اور حور عین کی پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے اسے کیونکر پورا کروں آپ نے فرمایا کہ ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی کو چوم لے۔ عرض کی وہ اگر وہ زندہ نہ ہوں، فرمایا کہ اونکی قبروں کو بوسہ دے اس نے کہا وہ اگر مجھے قبریں بھی نہ معلوم ہوں آپ نے فرمایا کہ دو خط کھینچ لے اور نیت کر کہ ایک ماں کی قبر ہے اور ایک باپ کی۔ پس غور کرو کہ جب ماں اور باپ کی قبروں کی مصنوعی شکلیں بنانے کی خود رسول اللہ اجازت دیتے ہیں تو پھر فرزندان رسول کی قبروں کی شبیہیں بنانی کیونکر ناجائز ہو سکتی ہیں۔ نیز جبکہ قبر والدین کی نقلوں کا بوسہ لینا جائز ہے تو پھر سبط رسول کے روضہ کی نقل اور اسکا ادب و احترام کیونکر خلاف شریعت ہوگا اسلام نے صرف سایہ دار یا بے سایہ جاندار

تصویروں کے رکھنے اور ادب و تعظیم کرنیکی مخالفت کی ہے بے جان چیزوں کی شبیہیں بنانے کی ہرگز
ممانعت نہیں۔ کیا مسلمانوں کے گھروں میں خانۂ کعبہ مدینۂ رسول یا نعلین رسول کی کیر خلفا
یا کہ پیران عظام کی تصویریں یا اُن کے تبرکات اور اُن کے مقدس مزار موجود نہیں ہیں جنکی
تمام چیزونکی (فقط اُن سے منسوب اور نامزد ہونے کی وجہ سے) تعظیم کی جاتی ہے بیشک اسلام
نے اگر بت پرستی کی مشابہت سے بچانے کیلئے جاندار چیزوں کی سایہ دار یا کہ بے سایہ تصویروں شبیہوں
کی مخالفت کی ہے تو نہایت افسوس کے ساتھ اب کہنا پڑیگا کہ مسلمانوں کے اکثر جلیل القدر
محترم ذاتوں نے ابتدائے زمانہ میں اسپر کیوں عمل نہ کیا اور سایہ دار تصویروں کو اپنی استعمالی چیزوں میں
دل بہلانے کیلئے رکھنا جائز سمجھا اور اعتراض کرنے والوں کو گرفت کا موقع دیدیا۔
(۱) چنانچہ خود زوجۂ رسول حضرت عائشہؓ اور اُنکی سہیلیاں آنحضرتؐ کے سامنے گڑیوں یا کہ
گھوڑوں کی مورتوں سے کھیلتی تھیں (از صحیح بخاری ابوداؤد)
(۲) قاسم ابن حضرت ابو بکر صدیق کے گھر میں بعض عجائب المخلوق عنقا اور قدس کی
تصویریں تھیں (فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۳۲۶)
(۳) حضرت عائشہؓ کے بھانجے عروہ (جو کہ امام المحدثین ہیں) کے تکیہ پر پرندوں اور انسانوں کی تصویریں
تھیں اور ان پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے فتح الباری بحوالہ ابن ابی رشید)
(۴) ابن سعد نے بسند یہ روایت کی ہے کہ انھیں حضرت عروہ کے بٹن میں تین آدمیوں کی
چہروں کی تصویریں تھیں (تابعین مدینہ صفحہ ۱۳۶)
(۵) حضرت انس بن مالک کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غزال کی تصویر تھی (اسد الغابہ)
(۶) علامہ فضل ابن رود لکھتے ہیں کہ گھوڑوں کے کھلونے حرام نہیں (از کتاب انبطال الباطل
فعل زوجۂ رسول کی وجہ سے جائز کر دیا۔

اور بیجان چیزوں کی تصویروں کی اجازت کی بابت

در کتاب مشکوٰۃ شریف
میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ درخت یا کہ دیگر بے جان دار چیزوں کی تصویریں بناؤ۔
جب چند معتبر و مختصر ثبوت سے یقیناً ثابت ہوگیا کہ تعزیہ جو کہ روضۂ نواسۂ رسول کی نقل ہے اسکا
بنانا اور ادب و تعظیم کرنا کسیطرح ناجائز اور خلاف عقل نہیں تعزیے کو بت کہا جائے گا تو مساجد جو
کہ نقل کعبہ ہیں اور خود کعبہ و قرآن بت ہوں گے اور ان کی تعظیم بت پرستی ہو جائے گی تعزیہ بذات
خود بت شکن ہے بت پرستی کو منع کر کے بتاتا ہے کہ بتوں کو اپنے ہاتھ سے بنانے والے اُن کو خدا کہتے
یا کہ سامنے رکھکر شریک عبادت خدا کہتے ہیں۔ مگر تعزئے کے بنانے والے ہندو یا کہ مسلمان

نہ خدا کہتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں نہ اوقات عبادت میں تعزیہ کو سامنے رکھتے نہ اوسکی تصویر مثل نظر کرتے
ہیں اور بوجہ اپنی جہالت کے تعزیوں یا علموں کیجانب یا رت پڑہے یا سجدہ عبادت کریگا تو گنہگار ہوگا۔
یہ تعزیے بت شکن خیبر شکن کے مظلوم فرزند کے روضہ کی نقل اور واقعہ کربلا کی یادگار رہے یہ
یزید کے ظلم وستم اور تمام افعال واعمال بد سے بوریت و بیزاری دلانے والا اور شیطانوں کے شر سے
بچانیوالا ہے عیدگاہوں مسجدوں میں عید کو جمعہ کو اور پنج وقت جماعت میں اور حج کے موقعہ پر
کعبہ میں یکجائی بھیڑ اور کثرت سے جسطرح کہ شرک جو بت پرستی کی تردید وتکذیب ہوتی ہے۔
اور اُن کو خدائی مظاہرے اور جمعیت وجوش اور اتحاد وتبادلہ خیالات پیدا کرنیکا ذریعہ قرار
دیا ہے یا کہ ماہ رمضان کے روزے اُن کو انسان کے نفسانی بدخواہشوں اور حیوانی طاقتوں کو
توڑنے خراب مادوں کو دور کرنے کے واسطے خدا ایک حکیمانہ مظاہرہ اور حمایت وتقویت مذہب کے
اسباب قرار دیا ہے تو اسیطرح سے علم وتابوت اور تعزیے خدائی مظاہرے اسلامی صداقت مذہبی حمایت
واقعات شہادت کے اسباب وحدانیت ورسالت کے اصلی نمونے اور خدائی معرفت کے ذریعے ضبط
صبر وشجاعت وسخاوت کے مظلومی اور بیکسی کی یادگار دنیا کے سامنے پیش کرنے والے اور اپنول
برائیوں کو ایک نقطہ اور مرکز پر لانے والے پتھر جیسے دلوں کو نرم کرنے والے ان کے باطل خیالات کو توڑنے
والے دنیا کی تمام یادگاروں سے اپنی بڑہی چڑہی پُراثر شان خدا دکھانے والے ہیں۔

( ) تعزیہ داری سنت حسنہ ہے | اصول فقہ نے اُس چیز کو مباح قرار دیا ہے جسکی مخالفت مذمت قطعی
دلیلوں سے ثابت ہو چونکہ تعزیے کی مخالفت قرآن و احادیث سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ خود خدا کے کلام شعائر اللہ
میں داخل اور آیات وآثار عبرت یادگاری اور ذرائع احکام اسلام میں شامل ہے۔ تعزیے سے حکمت وموعظہ اور
نصیحت اور عبرت حاصل ہوتی ہے اس سے مذہبی احساس ہوتا ہے ظلم وبغاوت سے نفرت۔ رحم۔ صبر۔
حلم۔ اور قناعت وسخاوت شجاعت وشہادت سے رغبت اور شان ظاہر ہوتی ہے محنت جفاکشی کی
عادت اسلامی آرٹ صنعت وحرفت فن اور ہنر حاصل کرنے کا شوق اور کسب معاش کا ذریعہ ہے۔
مختصر یہ کہ تعزیہ خدا اور اُن خاصان خدا کی یاد دلاتا اور اُن کی پیروی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔
جسکا ذکر سورہ الحمد میں انعمت علیھم سے کیا گیا ہے۔

**( ) تعزیہ ومجالس سے جو اشاعت اسلام کی ہے
وہ اور کسی ذریعہ اور یادگار سے ممکن نہیں جسکا
ثبوت عیسائی ڈاکٹروں اور فلاسفروں کی
رائیوں سے عیاں ہے**

تعزیے داری سے بڑہکر اسلامی تبلیغ مذہبی
تلقین اور رہنمائی اور کسی اسلامی یادگاری سے
ممکن نہیں ہے یہ اہل اسلام کے لئے بڑی نعمت
اور ہدایت مشنری کی بڑی غنیمت چیز ہے

خواہ بعض سلام کی فردیں بجائے اپنی برائیوں پر نظر کرنے اور روکنے کے تعزیے داری کے مصائب دکھا کر نفرت دلانیوالے ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں اس کے متعلق اسلامی اور غیر اسلامی زبردست علماء و فلاسفر اور ڈاکٹروں کی جو بہتر رائیں ان میں سے بعض عیسائی مؤرخوں کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر جوزف لکھتا ہے کہ

تعزیہ داری کے باریک نکتوں سے اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ مذہب شیعہ کے آغاز سے ابتک نہیں سنا گیا کہ انہیں چند لوگوں نے یا ایک جماعت نے دین اسلام کو ترک کیا یا دیگر فرقہ اسلامی کیطرف مائل ہو گیا کسی ایک آدھ شخص نے اپنے خاص ذاتی نفع یا کہ جہالت اور صحبت کیوجہ سے دیگر کسی فرقہ کے عادات و اعتقاد حاصل کر لیا ہو وہ بات اور ہے

(۲) ڈاکٹر مسیو ماربین لکھتا ہے کہ

ملکی احساس اور ہیجان مذہبی جو تعزیہ داری سے اس قوم میں پیدا ہوا ہے اور کسی قوم میں نظر نہیں آتا تمام اعلیٰ صفات پولیٹکل ریوولیوشن کا احساس اس قوم میں حسینؑ کی عزاداری سے پیدا ہو گیا ہے اور جب تک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ اور مقصد قرار دیئے رہیں گے پستی اور زبردستی قبول نہ کریں گے ہم جسوقت اپنی مشنری لوگوں کا پروگرام دیکھتے ہیں اور غور کرتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود تمام قوت و ثروت کے اس فرقہ کی ترقی کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں کر سکے اگرچہ ہمارے علماء اور پادری بھی حضرت مسیح کے مصائب کا ذکر کر کے لوگوں کو بہت متاثر کرتے ہیں مگر یہ ذکر اس وضع و اسلوب اور اس شکل پر نہیں ہوتا جیسا کہ پیروان حسین سے رواج پاتا ہے۔

تعزیے داری کی ترویج اور اشاعت ہر مسلم پر فرض ہے

جبکہ مذکورہ بالا باتوں سے تعزیے داری مجالس ماتم داری کے فائدے ہر ایک پڑھنے اور سننے والے پر واضح ہو گئے تو ہر شخص کو بحیثیت انسان ہونے کے اور ہر مسلم کو بحیثیت مسلمان ہونے کے لازمی اور واجب ہے کہ وہ بلحاظ مروت و انسانیت اور ہمدردی و انسیت جوش رقت ۔ کیساتھ مظلوم و مصیبت زدہ غریب و بیکس کا ساتھ دے اور اُسکے اسباب تعزیت و ماتم داری میں شریک ہو کر ماتمدار بن جائے ۔ اور نہایت خلوص اعتقاد سے اگر اثنائے ذکر و ماتمداری میں کچھ نقائص اور خرابیاں محسوس ہوں تو انکی اصلاح کا کسی بھلے طریقہ سے درپے ہو مگر شرکت سے گریز نہ کرے ۔

عزاداری کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے

جبکہ نفس عزاداری اور واقعہ شہادت حسینؑ کے محاسن و فوائد و منافع دنیوی اور دینی اسقدر ذکور بالا انتظام ... جائیں اور وہ نبو یا پسندیدہ خدا و رسول اور آل رسول ثابت ہو جائے تو شرط انصاف اور ایمان داری اور عالی ہمت و جوانمردی یہی ہے کہ ہر چھوٹا اور کسی علم و فن ... میں جو کوئی اپنے سے بڑا ہو وہ اپنے یہاں تعزیہ داری میں اُن باتوں سے خود بچے کرے اور دوسروں کو بچائے کہ جن سے واقعاً جنسائی اور انگشت نمائی ہو سکتی ہو یوں مخالف اور فضول اعتراضوں سے لوگوں نے خدا کے کلام کو یا اسکے دیگر اغراض و احکام کو خالی نہیں چھوڑا یہ اور بات ہے ۔

مثلاً عزاداری اور اُسکے اسباب میں سوائے خلوص سچائی صفائی اور سادگی کے تصنع نمائش بناوٹ مکر دریا سے پرہیز کرے آرائشی نمائش اور تکلفات اور اسراف سے بچے کیسی مبارک بنیاد اور نورانی ہے وہ مجلس حسینؑ کہ جسکا ڈاکٹر جوزف نے اپنی کتاب میں یوں ذکر کیا ہے۔

"میں نے بندر باسل میں ایک غریب شیعہ بحرینی کو دیکھا کہ ہوٹل میں تن تنہا مجلس عزا قائم کئے اور کتاب لئے کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا اور رو رہا ہے۔"

مرثیوں میں بعض ضعیف روایتیں نہ پڑھیں راگ کیطرح گا کر نہ ادا کئے جائیں نہ عورتوں کی آواز غیر دنکو نہ سنائی دے۔ علموں تعزیوں میں پختہ کربلا اور روضوں کے اندر گھر دن میں یا مسجد کے طاقوں پر کسی قسم کی کوئی چیز کاغذ کی چاندی کی کا ٹکڑا باندھنا اور انھیں کیطرف اپنی یا کسیکی منت و مراد کا خاص اشارہ کرنا یا اونکی جانب انگلی کرتے زیارت پڑھنے کو علمانے منع کیا ہے کربلا یا دیگر مقدس مقامات کیطرف رخ کرکے زیارت پڑھنا جائز ہے اور بغیر قصد و اشارہ کے علم اور تعزیے کے سامنے خدا سے بذریعہ پنجتن و دیگر آئمہ دعا مانگنا بہر باعث قبول قبول دعا ہوگا

اب ہم اپنا مقصد ختم کرتے ہوئے اک مختصر رسالہ تعزیت حسینؑ (مولف محمد عبداللطیف خاں مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ دسمبر ۱۹۱۳ء) سے برادران اہل تشیع واہل تسنن کا اطمینان کرتے ہیں کہ انبیا و اولیا جنات وملائکہ اور دیگر مخلوقات زمین و آسمان کے سوا اسلام کے اکثر آئمہ خلفا و علما اور دیگر بزرگان تصوف نے تعزیہ داری کو نہایت اہم اور فرائض منصبی سمجھا ہے تو انھوں نے خاص طور سے اوسکے رسم کے قائم اور جاری کرنے میں حصہ لیا ہے۔

غم حسینؑ میں تمام عالم سوگوار و اشکبار ہے

کسی امر کا اہتمام و انتظام جبکہ بادشاہ کو ہوتا ہے تو اوسکی خوشنودی میں رعایا لامحالہ آپ کرنے لگتی ہے خدا نے حسینؑ کے انتہائے صبر و شہادت کے نمونے قبول کرنے پر جبکہ آسمان سے خون برسا کر سورج کو گہن لگا کر دن میں تارے دکھا کر اور زرد کو ٹکر اکر سیاہ آندھی چلا کر زمین کربلا کو زلزلے میں لا کر پہاڑ درخت و حجر اور دریائے فرات کو ہلا جلا کر انبیاء و اولیا آئمہ جن و ملائکہ اور جانوران صحرا کو در و دیوار کو رلا کر سبکو سوگوار و اشکبار بنالیا تو بھلا پھر کس کی مجال ہے کہ جو غم حسینؑ نہ منائے اور خدا و رسول اور دیگر انبیاء بزرگان دین کا ساتھ ندے ورنہ باغی و سرکش و نافرمان کی سزا میں آجائیگا۔

مجالس کی ابتدا اور ترقی۔

اولی مجلس و ماتم یزید کی اجازت طلب کرنے پر زندان شام یا اور کسی مکان میں حضرت زینب نے سات روز قائم کی اور خوب جی کھولکر حسینؑ کا ماتم کیا عورت محلہ بھی شریک ہوئیں واپسی پر منزلوں میں خصوصاً لاشہائے شہدا پر جی کھولکر ماتم ہوا پھر اہل حرم نے کربلا واپس ہونے پر ماتم داری کی اس کے بعد شہر مدینہ اپنے وطن پہونچنے پر بیرون شہر سے زنان صف ماتم بچھا ہے تو پھر گھر گھر مہینوں برسوں صدائے ماتم حسینؑ بلند رہی۔ حضرت زینب و امام زین العابدین علیہ السلام کو تاحیات بجز آہ و بکا کچھ کام نہ تھا اور اکثر آپ نے مجالس برپا کیں ذکر شہادت دوسرے سے پڑھوا کر گریہ کرتے تبرک اور ذاکر کو رقم دینے کی بنا قائم کی حضرت زید

بن ارقم اور حضرت انس بن مالک نے سر مبارک امام حسینؑ [illegible] ابن زیاد و دربار یزید ملعون میں دیکھکر تو گریہ کیا (صواعق محرقہ صفحہ ۲۶۳)

امیر مختار ثقفی نے (جن کی ولادت سنہ ۱ھ میں ہوئی) اپنے عہد امارت سنہ ۶۶ھ میں مجلس ماتم کی بنیاد ڈالی سنہ ۲۰۰ھ میں جناب امام رضا علیہ السلام نے اپنی مجلس میں دعبل بن خزاعی شاعر سے کچھ اشعار مرثیہ کے پڑھنے کی فرمائش کے بعد اختتام مجلس آپنے حاضرین کو جوڑے تقسیم فرمائے تھے اور پڑھنے والیکو دو سو درہم عطا فرمایا تھا۔ یہ سلسلہ رفتہ رفتہ ہر زمانہ خلافت میں ہوا خواہان رسول آل رسول نے جسطرح ممکن ہو سکا جاری رکھا یہاں تک کہ عہد مغلیہ میں جب کہ دہلی کی سلطنت اس خاندان میں آئی تو اکثر بادشاہوں نے اس رسم کو پسندیدہ قرار دیا آخری عہد میں تو خاصی ترقی ہو گئی۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مولوی رشید الدین خاں۔ مولوی حاجی قاسم صاحب وغیرہ بڑے مشہور علمائے دہلی محرم کے دنوں میں بجائے تفسیر اور قرآن کریم کے وعظ کے شہادت سیدنا امام حسینؑ نہایت خوبی سے بیان کرکے خود بھی روتے اور حضار مجلس کو رلاتے بادشاہ دہلی کے دربار میں بھی محرم کے ایام میں خاص و عام کا مجمع ہوتا تھا اور معرکہ کربلا کے واقعات بیان کئے جاتے اور واعظ انعام و خلعت پاتے۔

علمائے متقدمین سے شیخ عبد القیوم نصیر آبادی ضلع رائے بریلی۔ خواجہ محمد حدادی حنفی۔ امام اشرف ابو المظفر سمعانی۔ خواجہ منصور۔ قاضی شنائی حنفی خواجہ نجم الدین ابو المعانی وغیرہ عزاداری خلوص سے کرتے خود روتے اور رلایا کرتے تھے۔ خاص کر شیخ نجم الدین تعزیہ بھی رکھتے اور تین دن تک سر و پا برہنہ اور تارک لذات رہتے تھے۔ خواجہ ابو المنصور اصفہان میں اور خواجہ علی غزنوی بغداد میں مجالس و تعزیہ داری کرتے۔ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخبار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد شید (؟) محرم میں دس دن تک نئے کپڑے نہیں پہنتے تھے اور خاک پر سوتے تھے کھانا تقسیم کرتے اور سر پر شربت رکھکر سادات کے گھر لیجاتے مصائب امام مظلوم پر آنسو بہاتے اور اُن کے گھر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مولوی غلام امام صاحب شہید تقریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد ابو الحق صاحب محرم کا چاند دیکھکر فرماتے کہ کوئی مرثیہ لاؤ ہمیں سناؤ۔ اور اکثر یہ بھی فرماتے کہ امام حسینؑ بظاہر موجود ہیں مگر ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکیں اور جب کوئی تعزیہ دیکھتے تو فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے۔ ان کے صاحبزادے مولانا نور الحق صاحب ماہ محرم میں سبیل کے مٹکوں اور گھڑوں سے لپٹ لپٹ کر رو دیا کرتے تھے شاہ سلطان بخش صاحب دس دن تک بے آب و دانہ رہتے اور حجرے سے باہر نہ نکلتے۔ اور جناب حافظ محمد علی عرف محرم علی صاحب خیر آبادی مقیم کچہری میں اپنے ہاتھ سے باوضو ہو کر تعزیے بناتے تھے اسیوجہ سے آپ کا نام محرم علی مشہور ہو گیا سید عبد الرزاق صاحب بانسوی محرم کی نویں تاریخ ایک مرتبہ ندی کیطرف تشریف لیگئے آپکے علاقہ کے اکثر

جولاہے وہاں تعزیے بناتے آپ تعزیوں کی زیارت کے واپس آئے اور خواب میں دیکھا کہ دو نوشہزادہ کونین
جناب حسنینؑ وہاں تعزیوں پر موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق تم ہمارے یہاں نہیں آئے بعد
اس خواب کے آپ نے معمول کر لیا کہ جس وقت تعزیہ اٹھتا سر برہنہ ساتھ رہتے اور جب تک تعزیہ رکھا
رہتا آپ دست بستہ کھڑے رہتے پھر بحالت ضعف سہارے سے کھڑے رہتے اور بعد دفن ندی سے
برہنہ پا واپس آتے۔ شاہ عبدالرزاق کے خواب سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہؑ زہرا ہر عشرۂ
محرم میں امام مظلوم کے ماتم میں مصروف رہتی اور رومال سے عزاداروں کے آنسو پونچھتی ہیں معزالدولہ نے بغداد میں
رسم عاشور کی بنا ڈالی اور ہر شخص کو سر برہنہ نوحہ زاری کرتے بال پریشاں کرنے کا عشرہ تک دوکانیں بند کرنے کا
حکم دیا۔

مطیع باللہ عباسی نے حکم دیا کہ خطیب پنجتن پاک پر درود بھیجا کریں۔

پھر ۳۶۳ھ میں بصرہ کے سنی مسلمانوں نے مصعب ابن زبیر کی تعزیہ داری و ماتم کی ایجاد شیعوں
کی مخالفت میں قائم کی اہلسنت ۱۸ محرم کو مصعب ابن زبیر کے قتل کی ماتمداری کرتے اور شیعہ
بدستور عشرہ محرم کو حسینؑ کی عزاداری کرتے۔

پھر آٹھویں صدی میں جبکہ امیر تیمور لنگ کو تسلط ہوا تو ان کو شاہ کربلا سے خاص عقیدت تھی
اسواسطے وہ ہر سال کربلا سے زیارت کو جاتے۔ ایک مرتبہ ان کو خواب میں بشارت ہوئی کہ تمہاری آمد
رفت سے سلطنت کو نقصان ہوتا ہے تم روضہ کی نقل ہند میں بنا لو اور ہماری زیارت کر لیا کرو۔ چنانچہ
میر تیمور اول تعزیہ داری کے موجد ہندوستان میں ہوئے اور تعزیہ بنایا گیا ان سے قبل صرف علموں کا رواج
تھا جن کو سب سے پہلے معزالدولہ دیلمی شیعی نے رسم ماتم عاشورہ کی غرض سے بغداد میں جاری کیا اسکی
تقلید ایرانیوں میں برابر چلی آتی ہے۔

دکن حیدرآباد میں قطب شاہ کا خاندان اول عزادار ہوا محض علمداری ہوتی تھی وہ علم پیتل کے ڈیڑھ گز
دو گز اور تین گز تک طول میں وہاں موجود ہیں قطب شاہی کہلاتے ہیں محرم میں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے
بانس کاغذ کے چبوترہ پر تربتوں کا رواج امیر تیمور نے دیا اور عالمگیر بادشاہ کے عہد تک رہا محمد شاہ و احمد شاہ
میں کم و بیش رہا۔ دسویں صدی میں جب ہمایوں شاہ تخت دہلی پر جلوہ افروز ہوئے تو ان کو خاص عقیدت
امام مظلوم سے تھی ہمایوں کے وزیر بیرم خان نے کربلا جا کر بادشاہ کیواسطے زمرد تراشوا کر نقل ضریح بنوائی
تھی یہ اول تعزیہ ہندوستان میں آیا یہ زمردین تعزیہ چھیالیس تولہ کا تھا اوس کی قبر پر اسم اعظم کندہ تھا
علموں پر "یا علی" اور زیر ممبر یہ عبارت کندہ تھی۔ "غلام امام بیرم خان" ۹۵۹ھ میں لکھنؤ
سے تعزیہ داری کا چرچا عام ہوا۔

بابت تعزیہ داری چند اعتراضوں کا جواب

(۱) تعزیہ کا اور قبروں کی نقل کا بنانا اور تعظیم کرنا جائز نہیں

اہلسنت کتب سے ثابت کر رہا ہے کہ جس امر کی مذہب میں ممانعت نہیں ہے اُسکا بنانا امر مباح ہے اور جو چیز باعث برکت و نفع ہو یا ذریعہ عبادت اور ذریعہ مذہبی بزرگ کی یادگاری کا ہو وہ جائز ہوگی قرآن میں شعائر اللہ یعنی مذہبی یادگاروں کی تعظیم کرنا قلوب کے تصفیہ اور تقوت کا باعث ہے پس تعزیہ میں کیا قباحت ہے۔

(۲) امام حسینؑ کے مصائب پر رونے سے انبیا کی ذلت نہیں یا واقعہ کربلا کے بیان سے ان کی توہین نہیں ہوتی

قرآن میں بغرض عبرت و نصیحت مومنین و منافقین کے حالات یوسف و زلیخا مریم و آسیہ ازواج انبیا نوحؑ و لوطؑ اور بعض نامحبوب خدا و رسول ازواج کا ذکر نمرود شداد و فرعون و ہامان اور شیطان کے کھلے قصے اچھے برے سب مذکور ہیں۔ کیا یہ بیجا ہیں۔ سے اکثر یہ سب باتیں رسول کی شان میں اہلسنت کی صحاح ستہ اور دیگر تفاسیر و تواریخ میں درج کرتے وقت رسول کی توہین کا رسول پر غیر مسلم کو اعتراض کرنے رنگیلا رسول عیسی مکروہ کتابوں کے لکھنے کے موقعے دینے کا خیال نہ ہوا مگر کربلا کے واقعے سے وہاں کی عورتوں کی یا انبیا کی توہین کا خیال کسقدر جلد دلمیں پیدا کر لیا گیا وہ خدا و رسول نے کچھ انتظام نہ کیا اپنی توہین منظور کر لی امام مظلوم پر رونے والوں کا تذکرہ اور رونے یا رلانیکا فلسفہ ہر ایک نے بہت کچھ لکھا خود ہمنے اک مستقل کتاب اشک شبنم جدا لکھی ہے۔ انبیا کا ملائکہ کا رونا جن و بشر شجر و حجر کا رونا زمین و آسمان کا رونا جو کہ سرخی شفق سے عیاں ہے۔ بعد ولادت حسینؑ جبرئیل کی خبر شہادت اور خاک سرخ دکھانے پر رسول کا مع دختر فاطمہ زہرا چلا کر رونا سُنی و شیعہ کی تمام کتابوں میں موجود ہے جو انکی پیروی کریگا وہ خود محبوب خدا و رسول ہوگا اور جو کہ رونے پر تعزیہ بنانے پر اعتراض کریگا ہنسی اڑائیگا خوشی بطرح زینت آئینہ محرم میں کریگا وہ نامحبوب خدا ہوگا۔

(۳) غم حسینؑ میں سینہ زنی چاک گریبانی کرنا غبار آلود ہونا بیجا ہے علمائے اہلسنت نے بھی جائز کیا ہے

علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں و دیگر عالم نے کہ وہ ماتم بنانا پہلے حسینؑ میں قائل ہوئے ہیں علامہ ابن جوزی نے ردالہمت کہ بدر میں جبکہ ابن عباس اسیر تھے تو اُن کے رونے سے جناب رسولخدا کی بوجہ گریہ و اضطرابی نیند جاتی رہی۔ اور کتاب استیعاب میں عتبہ بن عامر سے منقول ہے کہ فقط اپنی بیٹی حضرت حفصہ کی خبر طلاق سنکر (جو رسولؐ نے دیدیا تھا) حضرت عمر رضی اللہ نے خاک سر پر ڈالی۔ نیز وفات رسول پر سخت گریہ کیا اور جنون و بیخودی ایسی طاری ہوئی کہ گلی کوچوں میں تلوار گھمائے یہ کہتے ہوئے پھرتے تھے کہ جو یہ کہے گا کہ رسول نے انتقال کیا اوسکی گردن اڑا دونگا پس غم حسینؑ میں جو کوئی چاک گریبان یا خاک اڑائے کیا بیجا ہوگا۔ اور رسول کے بہشت میں جانے کا علم سبکو تھا نبی نے بنی ہاشم نے اصحاب و ازواج نے کیوں حال غیر کیا۔

جو یہ کہے کہ امام حسینؑ کی شہادت مقبول ہوگئی بہشت میں پہونچے بڑے رتبے پائے بجائے رونیکے خوشی کرنا چاہیے تو خدا و رسول کو ناخوش کریگا

اول خود رسولؐ اور دختر رسول سے پوچھے کہ آپنے بعد ولادت حسینؑ بذریعہ جبرئیل خبر

شہادت سنتے ہی کیوں سخت گریہ کیا کیوں جناب فاطمہؑ کو غش آگیا جبکہ انکو حسینؑ کی شہادت مقبول ہمنوں نے بہشت
میں جانیکا الیقین کامل تھا بعد ازاں فاقہ بیٹی نے رسولؐ سے پوچھا زمانۂ شہادت کے وقت نہ میں ہونگی نہ علیؑ ہونگے نہ آپ ہونگے حسنؑ تو قبر
میں پارۂ جگر کی کون صف ماتم بچھائیگا فرمایا کہ تیری نسل سے پاک دیگر نسل سے خدا ایک بعد دوم پیدا کریگا جن کے
عورتیں اور مرد اور بچے سب ہمارے مردوں عورتوں اور بچوں کی صف ماتم قائم رکھینگے ۔ تا قیامت غم منائینگے
یا حضرت یعقوبؑ سے پوچھیے آپکو جانتے نہیں کہ یوسفؑ زندہ ہے بادشاہ مصر ہوگا پھر مل جائیگا۔ کیوں غم آہ
۔ اور کر فراق یوسف پر آنکھوں کو کھو دیا ۔ سب خوشیاں کیوں نہیں مناتے آدم فراق جنت فراق ہابیل پر
کیوں پانسو برس سال ۔ روئے خوشی نہ منائی وفات رسولؐ شہادت علیؑ پر شہادت حسنؑ حسینؑ پر جبرئیلؑ کا تمام فرشتوں کا
رونا سیاہ آندھی کا آنا سورج کو گہن لگنا خون کا برسنا زلزلہ کا آنا تاروں کا ٹوٹنا حسینؑ کے ماتم میں کل خوشی کی باتیں
ہوئیں آخر میں ہم ان سب برادران اہلسنت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جو اپنے طبعی طریقہ پر کسیطرح پر
سیدنا حضرت امام حسینؑ کی تعزیہ داری کو بہت کچھ صرف کر کے بڑی دھوم دھام اور ہجوم کیساتھ کرتے ہیں اور بزرگان مذہب
بزرگ خاندان کر بھی تعزیہ داری ثابت کرتے ہیں ۔ خدا ان کے صحیح اعتقاد میں ترقی دے ۔

لہذا مخلف اعتقاد کے تعزیہ داروں کی طرف سے اپنے ان مسلمان بھائیوں کے سامنے جو کہ اپنی ذاتی
بغض و عناد سے محسن اسلام کی تعزیہ داری کو منع کرتے بدعت بتاتے ذکر شہادت کو حرام بتاتے ہیں یا ایسا
سنتے ہیں کہ جو دہ حالی دختر رسولؐ و ام سلمہؓ زوجۂ رسول کیطرح انبیاء اولیا اور ملائکہ کی طرح ماتم حسینؑ
میں سوگوار اشکبار پریشان حال پریشان بال غبار آلودہ کرتے میت والے گھر کی طرح بغیر دفن تعزیہ میں
واقعہ شہادت بوقت عصر کھانے پینے کو حرام کرتے چہلم تک اہلسنی خوشی زینت و آرائش کو ترک کر ڈالتے ہیں ہم
بھی اکثر ہمیں ذاتی بغض ۔ بدعت و ضلالت کی اپنی طرف سے اک حرف نہیں بلکہ علمائے اہلسنت کی معتبر
احادیث و تواریخ و تفاسیر سے نقل کر کے تعزیہ داری کو بدعت کہنے کا معقول منقول جواب دیدیں تو بیجا
اور خلاف معاملہ نہ ہوگا ۔ ایک ایلچی یا کہ ناقل کو برا کہنے کے بجائے ان صحیح کتابوں کے بنانے والوں کو جو کہ ہیں
سو کہیں کہ جن کے لکھنے پر اسلام کے دشمن اور صحابہ کے مخالفوں کو گرفت کا موقع ملا یا کہ علیؑ و آل رسولؐ
کے حقوق اور فضائل و مناقب کی تائید ہوتی رہی ہے کیونکہ عقیدہ کسی کا مٹ نہیں سکتا لیکن کتابوں کا لکھا بھی تقدیر کا لکھا
ہے پھر مٹ نہیں سکتا کہاں کہاں سے کتابوں سے چھپ کر باتیں مٹائی جائینگی نئی کتابوں میں ترمیم کیجاتی ہے تو پرانی جلدیں ہیں ۔

نوٹ :۔ تمام علمائے اسلام میں صرف حضرت امام غزالیؒ اگر چہ فن تصوف کے یکتا ہیں ۔ بی ہو سکے ۔ ان کے
پیر و معتقد جسقدر بھی ہوں ایسے زبردست گذرے ہیں کہ جنہوں نے ذکر شہادت حسینؑ کربلا خصوصاً طور پر حرام کر دیا ہے جنکے حرام
کہنے سے تعزیہ داری کے روکنے والے نظروں میں نقصان جان و مال دینے والے اکثر ہوتے رہے ۔ اور بہت سے علماء اور متوسط واقف کار
انکا اس لکھنے سے نہیں کے بلکہ بری نگاہ سے دیکھا اور تعزیہ داری میں ترقی کرتے رہے ۱۲ مؤلف

پُرانے کتبخانوں میں اکثر جگہ موجود ہیں۔ جسکا جی چاہے انھیں یا انکے اُردو ترجموں سے تسلّی کرے۔

(اگر محض تعزیہ داری بعض کے ناقص اعتقاد بدعت اور حرام کردیجائے تو مسلمانوں کی ہزاروں باتیں جو انکی کتابوں سے واقعاً بدعت ثابت ہیں وہ کیوں نہیں بدعت کہی جاتیں اور روکی نہیں جاتی

جبکہ بدعت اسے کہتے ہیں جو کہ بعد رسول خلاف خدا و رسول باتیں دین میں ایجاد کی جائیں تو قرآن کا خلاف شان نزول جمع ہونا پھر قرآن کا بعد وفات رسول کتابی صورت میں ہونا۔ بحکم خدا ایک طریقہ رسول و آل رسول کے سوا باقی کل مصلوں اور عبادت اعتقاد کے متضاد طریقوں کا کم و بیش صدی کے بعد ایجاد ہونا بدعت ہوگا۔ فقط حضرت عمرؓ کے طبعی حکم سے رمضان میں نماز تراویح کا پڑھنا رسول کی اذان میں حی علی خیر العمل کو ترک کرکے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا (فقط اپنے غلام کے اس قول سے برائے نماز صبح جگاتے وقت خوش ہوکر) اضافہ کرنا نماز نہ پڑھنے والوں کو چمڑے کے کوڑے (دُرّے) لگانا متعہ الحج اور عورتوں کے متعہ کو باوجود رسول اور زمانہ حضرت ابوبکرؓ میں برابر جاری رہنے کے حرام کرکے خود اپنے قول سے تصدیق کرنا کہ متعہ زمانہ رسول میں تھا میں حرام کرتا ہوں میدان جنگ میں صحابہ کا رسول کو چھوڑ کر بھاگنا حضرت ابن عباسؓ کے باواز بلند پکارنے پر (جنکی آواز تین میل جاتی تھی) کچھ سماعت نہ کرنا بھاگے چلے جانا پھر جنازہ رسول کو چھوڑ کر دفن و نماز میت رسول کو غیر ضروری سمجھنا انکے بجائے مقام سقیفہ میں سب صحابہ مہاجرین و انصار کا خاص وفات رسول کے دن جمع ہوکر خلافت کا مشورہ کرنا اجماع برحق مانکر بحکم خدا و رسول برحق سمجھا جائے گا۔ تو علیؑ و فاطمہؑ اور ابن عباس و ابوذر وغیرہ کا رسول کے جنازہ سے تین روز تک بغیر دفن کے نہ ہٹنا کیا باطل کہا جائے گا پھر خلاف حکم خدا و رسول گھر سے نکلکر بعض ازواج رسولؐ اور ہزاروں مردوں کا حضرت علیؑ سے جنگ کرنا قرآن کو نیزوں پر بلند کرنا امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر برسانا۔ دختر رسول کو ایذا دینا امام حسینؑ کے قتل میں علاوہ یزید بلاخوف خدا و رسول ابن زیاد و عمر سعد جیسے عالم فقیہ۔ قرآن حافظ صحابی اور زمانہ رسول کو دیکھنے والے احادیث کو سمجھنے والے حسینؑ کو نواسہ رسول جاننے والوں کا شریک قتل و ایذا ہونا شہدائے بدر کی قبروں کو نہر نکالنے کی خاطر کھدوا کر بحکم حضرت عثمان [illegible] دوسری جگہ لے جاکر دفن کرانا۔ غیر مسلم کے طریقوں کی زبان کی وضع قطع تہذیب و رواسم کی پابندی کرنا پردہ کا اٹھانا۔ قوالی کرنا صوفیانہ طرز کی نئی ریاضت کا ایجاد ہونا قبر و مشائخ کا سجدہ اُن پہ دنا عرس کرنا۔ میلوں میں جانا ممنوع چیزوں کا استعمال کرنا اپنے بھائیوں کو اپنے خاندانی مذہب چھوڑ کر غیر دین کے طریقوں کو پسند کرنا وغیرہ ہزار باتیں بدعت کی کتب سے عمل سے ثابت ہیں نہ کوئی بدعت کہتا ہے نہ کوئی رد کرتا ہے۔۔

(یزیدی لشکر قاتلان امام حسینؑ قاتل حضرت علیؑ باقی ائمہ معصومینؑ کے قاتل دشمن سُنّی تھے کہ شیعہ

اس کے جواب میں کوئی تاریخی اعتقادی ثبوت اعتقاد کی ضرورت نہیں ہے۔ نفاقت سے عمل سے ایمان و اعتقاد کا پتہ چل جاتا ہے اور ہر ایک کا حق و باطل کھل جاتا ہے۔ یہ تو بات کھلی ہے کہ

حضرت آدم سے لیکر جناب رسولخدا تک جسقدر نبی اپنی امت کے ہاتھوں ستائے یا کہ قتل و شہید کیے گئے ان سبکو
قاتل مسلمان نہ تھے کفار تھے اور لڑائیاں جسقدر رسول نے لڑیں تو کفار و مشرکین سے ہوئیں اور مسلمان شہدا کے قاتل
سب کفار تھے۔ اب رہے اوصیا یعنے آل رسول بجز بارھویں امام کے گیارہ اماموں کے قاتل دنیا میں سب
جانتے ہیں کہ وہ ہندو یا کہ عیسائی مشرک کافر نہ تھے بلکہ سب مسلمان تھے اور حضرت علیؑ کا قاتل ابن ملجم
امام حسنؑ کو زہر دلانے والا امام حسینؑ کا قاتل شمر سنان بن انس۔ عمر بن سعد وغیرہ ہزاروں لشکر یزید میں باد
یزید میں شریک ہونے والے صحابی بھی تھے قرآن حافظ بھی اور بحکم یزید لباس مکان دکان دبازار کی آل رسول
کرنیوالوں کے بابت سچ بتائیے کہ وہ سب خدا و رسول اور قیامت کعبہ قرآن کے قائل تھے منکر نہ تھے تو بظاہر مسلمان
ضرور کہے جائیں گے۔ اب اس کے ساتھ یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ وہ سب آیا خلیفہ اول دوم و سوم و چہارم کی ترتیب پر
خلافت کے قائل تھے تو وہ سب اہلسنت ثابت ہوئے اس اعتقاد کے سوا کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ان میں
کوئی بھی علیؑ کو خلیفہ اول مانتا تھا ہرگز نہیں اگرچہ وہ فقط یزید کو ابن ملجم کو شمر علیہ فاسق فاجر شرابخوار کہکر شیطان
کی طرح لعنت کا سزاوار کردیتے ہیں حالانکہ ان کو اور شیطان کو یا کہ اپنے دشمن کفار مشرکین منافقین میں کسی کو برا نے
اصول سے برا نہ کہنا چاہیئے خواہ خدا و رسول اہلبیت پر لعنت بھیجا کریں۔ اب اگر انمیں سے کوئی بھی علیؑ کو خلیفہ اول
امام حسنؑ کو خلیفہ دوم امام حسینؑ کو خلیفہ سوم رسول کا سچے دل سے مانتا ہوتا تو پھر ہرگز قصد قتل بھی نہ کرتا شریک ہونا
تو درکنار پس علیؑ و امام حسینؑ کے کل قاتل اور شریک قتل شریک جشن یزید شریک مسرت فتح جنمیں صحابی قرآن حافظ بھی
سُنّی تھے جن میں کوئی بھی حضرت علیؑ کو خلیفہ اول امام حسینؑ کو خلیفہ سوم رسول کا ماننا تھا ورنہ
وہ سُنّی شیعہ ہو کر پھر شریک نہ ہوتا۔

اچھا بعد یزید امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ امام موسی کاظمؑ وغیرہ کل اماموں کو قید کرنے والے زہر دینے
والے وہ سب ہارون رشید مامون رشید منصور دوانقی ہشام بن ولید معتصم عباسی خلیفہ معتبر خلیفہ معتمد عباسی
متوکل جیسے خلفائے اسلام تھے جن کے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جاتا تھا ان کی بابت بتائیے کہ حضرت ابوبکر
عمر و عثمان کو خلیفہ اول دوم سوم رسول کا مانتے تھے تو دیکھئے اہلسنت والجماعت تھے اُن کو شیعہ کون
کہتا ہے۔ اب دس سے بلا دلیل ہر منصف طے کر سکتا ہے کہ جب کہ ان ائمہ معصومینؑ کے قاتل خلفائے اسلام
اہلسنت ہوں تو علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے خاندان قتل کرنیوالے کیا سنی مسلمان نہ تھے۔ اور یوں زبانی جلکر شمر و
یزید ابن ملجم کو یا کہ مجسم شیطان کو شیعہ بنا یا کہیے تو کیا ہوتا ہے ایک کی حقیقت سے دوسرے کا پتہ چل جاتا ہے
اگر شمر عمر ابن سعد سنان ابن انس یزید امام حسینؑ کو رسول کا برحق خلیفہ وسیلہ نجات مانتے تو پھر جنگ کیسی وہ حر
کی طرح توبہ کر کے شیعیان حسنؑ حسینؑ ہو کر ہرگز قاتل نہ کہے جاتے ناصر حسینؑ ہو جاتے۔

(محرم میں ہر سال وہی یزیدی جشن و خوشی اور حسینی رنج و غم کا منظر ہر جگہ دیکھ لو اور محرم سنہ ۶۱ ہجری کے واقعہ کربلا کی یاد کو ہر سال تازہ کر لو۔

(محرم سنہ ۶۱ ہجری کے مسلمانوں سے بعد کے آنیوالے مسلمانوں کی مطابقت

محرم سنہ ۶۱ھ میں بروز عاشورہ میدان کربلا میں مجسم حق و باطل مسلمان کی دو پارٹیاں (جماعتیں) چھوٹی بڑی نہیں جن کے حق و باطل بتانے اور ایک پر لعنت ملامت کرنے دوسرے پر درود و سلام بھیجنے میں علاوہ خدا و رسول کے بکثرت مسلمان ہر وقت تیار ہیں ایک بڑا امدادگار لشکر یزید اور ہمخیال یزید جس کی لاکھوں کروڑوں تعداد کا پتہ نہیں کہ اس کا سلسلہ کہاں کہاں کب تک رہے گا۔ خواہ انہیں صحابی قرآن کیوں نہ ہوں ان سب کو کافر باطل گمراہ کہنے لعنت ملامت کرنے میں سب تیار ہیں یوں کوئی مذہبی ہمدردی سے یزید کو یا کہ قتل حسین میں فتح یزید کی خوشی میں شریک ہونے والوں کو بُرا نہ کہے طرفداری کر جائے وہ بات اور ہے

جس بڑے گروہ کیساتھ شیطان تھا کفر تھا نفاق تھا تکبر ظلم جور تھا ہنسی خوشی عید کیطرح زینت و آرائش عید کیطرح میلہ کا ہنگامہ تھا کھانے پینے عیش و عشرت لہو و لعب کے کل سامان تھے اگر اس وقت سچے دل سے خدا کو رسول کو رسولِ قرآن کو "حسینؑ" کو بر حق پہچاننے والے کچھ صحابی کچھ قرآن حافظ جان کو عزیز نہ کر کے دنیا کے عیش کو خوف کو باطل سمجھکر حُرؑ جیسے جانباز کیطرح لشکر یزید سے دربار یزید سے نکل کر قتل یزید پہ تیار ہو جاتے تو ہم بیشک ان سبکو کلمہ گو قرآن حافظ بیچے صحابی رسول اور خیر خواہ علی و بتول کہتے اور ان کے نتیجوں سے ان کے اول و آخر کے مسلمانوں کے لیے کوئی برحق نتیجہ نکالتے لیکن انکو صاف کہنے پر زبان نہیں کھلتی۔ کس کس کو کہیں۔ اور کیا کیا کہیں۔ دوسری ایک چھوٹی سی گنی چنی مسلمانوں کی جماعت حسینؑ کی تھی کہ جن کی تعداد کربلا میں شہید ہونے کل بہتر بتائی جاتی ہے جن میں چند دس دس بارہ بارہ اور تیرہ تیرہ برس کے نابالغ لڑکے اور ایک قرآن کی سب سے چھوٹی صورت کل چھ مہینہ کی شہدا کے شمار میں مجسم قرآن ناطق کے سینہ پر حائل تھی۔ کچھ عورتیں اور کچھ بچے جن کے پاس فقر و فاقہ بھوک پیاس تھی آرزوؤں کی تباہی تمناؤں کی بربادی رنج و غم آہ و زاری تھی۔ نالہ و بیقراری ماتم و سینہ زنی چاک گریبانی بال پریشانی بیکسی لاچاری اسیری عبادت ریاضت حمد و شکر و ثنائے باری شامل حال تھی۔ جبکہ مسلمانوں کے کثیر اور قلیل جماعت کا حق و باطل عیاں ہو گیا اور ہر ایک کے ساتھ کے اسباب رنج و غم مصیبت و ماتم گریہ و زاری اور اسباب شادی و مسرت راحت و فرحت عید میلہ کیطرح زینت و آرائش و خوشی سجاوٹ ہجوم و کثرت درباری جشن مخصوص ہو گئے تو اب ان کے بعد قیامت تک جسقدر مسلمان جس جماعت کے اسباب رنج و غم گریہ و ماتم کو یا کہ اسباب شادی و مسرت و زینت و آرائش کر کے عید اور میلہ جیسی بعینہ کیفیت کو محرم و غم و الم کے زمانہ میں دکھاویں گے تو وہ سنہ ۶۱ھ کی قلیل و کثیر جماعت کی اطاعت اور مشابہت سے آپ اپنی حق و باطل کا نتیجہ حاصل کر سکتے اور ان کے سوا ہر اپنا

پس ایا منصف مزاج شخص ہر دو جماعت کی بابت حق و باطل کا حکم علانیہ لگا سکتا ہے خواہ کسی فرقہ کا کوئی مرد یا عورت ہو اور وہ محرم و صفر کے ایام غم میں تعزیہ داری کی آڑ میں جسم و لباس کی زینت کو ہنسی خوشی کی صورت کھیل و لعب کے اسباب گوٹہ بازی کو یا کہ ماتم داری کے پردہ میں غیر ضروری نمائشی سامان آرائش کو بڑھا کر شان جلوس دکھائے گا نیت سے ریا کاری ثابت ہو گی وہ ثواب سے محروم ہو کر مجرم و گنہگار رہیگا۔

اور ہر عورت مرد اپنی ظاہری زینت اور باطنی نیات بدنیت کے حق و باطل کے حکم سے عذاب و ثواب کے عوض کے مستحق ہونگے اور شیعہ و سنی عورتوں مردوں کے جو بدعتیں اور حدود اسباب غم و ماتم سے جدا حرکتیں باجے گٹہ بازی کے تماشہ رنگین کپڑوں میں زینت و سجاوٹ کے طریقے دیکھیں رات میں بغرض زیارت گھر سے نکلنے کی عادتیں جو کچھ بھی کسی کو مکروہ اور بد باتیں کسی کی ثابت ہوں اُن سب کی محرک ان کی ذاتی طبعی عادتیں ہیں کوئی برا کہلائے یا کہ اچھا نفس مذہب بلفظ ایام محرم [illegible] اسباب گریہ و ماتم کا طریقہ عمل بیجا باتوں کا حامی نہیں ہے۔ رسول و آل کے پیرو علما سب کے سب غیر ضروری ایجادات و زوائد و اضافات کو کچھ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہاں نیز نوبت یا شادی کوئی ایک ڈنکے کی آواز کہ جس کی چوٹ کی صدائے ماتم اور غم حسین کی جا بجا خبر پہنچا دے ان کے دنوں کو برپا دے تو وہ اسباب غم میں شامل ہو کر جائز قرار دیجائے تو قابل اعتراض نہ ہوگی لیکن اس سے زائد تو بس زائد ہی ہے۔

جسطرح سے کہ مسجد کے تمام محرابوں طاقوں در و دیوار گنبد و مینار میں صرف پیش امام کے سامنے والے طاق کو خاص کر کے اسمیں چراغ جلانا گلگلے پیسے رحم تماشے وغیرہ چڑھانا سہرا باندھنا بتیاں لوبان سلگا کر اسی کے آگے دعائیں مانگنا اسی کو آنکھوں سے لگانا بیجا ہے (قابل تعظیم ادب جائے طلب مراد و تمنا مسجد کی ہر جگہ ہے) حذا اس طاق سے نہیں جھانکتا نہ فرشتے وہاں سے ہو کر گذرتے ہیں) اسیطرح سے علم و تعزیہ کیطرف رخ کرکے زیارت پڑھنا بھی کچھ بہتر طریقہ نہیں ہاں جائے عبادت مسجد میں اور جائے ذکر فضائل و مصائب انبیاء و ائمہ ہیں خواہ وہ مقام حسینیہ عزاخانہ امام باڑہ کہا جائے یا جہاں مجالس انبیاء و ائمہ ہوتی ہوں یا علم و تعزیہ جہاں پر موجود ہو وہاں پر بغیر اُن کی طرف رخ کئے بغیر ان سے خطاب یا اشارہ کئے فقط خدا سے بوسیلہ انبیاء و ائمہ معصومین دعائیں مانگنا چاہیے تو غیر جگہ کی بہ نسبت ایسے مقامات زیادہ بہتر اور باعث قبولیت دعا ہیں۔ تمام شد

اُمیدوار دعا ابو المظفر ابن مولوی حاجی سید رضی مرحوم مغفور

۱۵ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

حقیقت ذکر

فلسفۂ مجلس

ذکر اور مجلس کی حقیقت

دنیا میں جس کسی کو محبوب بنایا جائے تو عقلاً عملاً یہ بات لازمی ہے کہ وہ دل میں بٹھایا جائے آنکھوں پر رکھا جائے نام اوسکا [illegible] میں لیا جائے۔ بر سر زبان چڑھایا جائے بر سر منبر بٹھایا جائے۔

اگر ایسا نہ کیا جائیگا تو محبوب کا نام زبان سے اور اوسکا عکس آئینہ قلب سے محو ہوگا تو محبوب پھر محبوب ہی کہاں رہے گا کہ وہ ناپسندیدہ ہو کوئی نئے اجنبی متوحش ناقابل ذکر شے کہا جائے گا لہذا محبوب کو محبوب کہلانے والا اگر ہے تو ذکر ہے جو کہ نام کے زبان پر ورد کرنے اور اوسکی تصویر کو دل میں بٹھانے سے حاصل ہوتا ہے خواہ ذکر اوسکا خود تنہا بیٹھکر کیا جائے یا چند لوگوں کے جلسہ میں یا کہ بار بار مجلس میں کہا اور سنایا جائے۔ جس سے ہر فرد بشر کو اتنی موٹی بات سمجھ لینا چاہیئے کہ محرم یا صفر کا مہینہ سرا سر حسینؑ کا نام زبان پر جاری کرنے اور اسکے واقعات کو دہرا کر بیان کرنے اور ظلم یزیدی کو عیاں کرنے کا زمانہ احکام اسلام اور معرفت خدا اور رسول حاصل ہونے کا بڑا ذریعہ اور بہانہ ہے ان دنوں میں جہاں جہاں مجالس ہوتی ہیں ان میں بس حسینؑ کا ذکر خیر اور یزیدی خصائل جیسے لوگوں کا بُرا بیان کیا جاتا ہے اور کیا ہوتا ہے آیا ہے کوئی مسلمان جو اس سے انکار کرے اور اپنے اعتقاد میں حسینؑ کا ذکر خیر کرے یزیدیوں سے الگ رہ کر اور اپنے کارنامہ محرم کے سلسلہ میں مختصراً اون مجالس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو آلِ حسینؑ کی خاطر خدا نے انبیا سے ملائکہ سے اور کل مخلوقات سے ابتدا خلقت دنیا سے تا قیامت بلکہ میدان حشر میں قائم کرائیں اور نام حسینؑ کو خالق نے اور اوسکے حکم سے کل مخلوقات نے زبان پر جاری کیا۔

دنیا کی پیدائش سے قبل پہلی مجلس حسینؑ

روز ازل بعد اقرار عبودیت بذریعہ مختصر نامہ واقعہ کربلا پیش عالم ارواح میں ہوا۔ پیش پر ارواح انبیا و ملائکہ کو مغموم بنایا۔

اول بذریعہ آدم و حوا

بسر جنت کی سیر کرانے کے وقت مجلس حسینؑ برپا ہوئی جسمیں حضرت جبرئیل امین ذاکر حسینؑ اور آدم و حوا اور حور و ملائکہ جیسے سامعین تھے اور مشیت ایزدی شامل حال تھی جبکہ حضرت آدمؑ نے تخت یاقوت پر اک پاکیزہ بی بی کو مع تاج اور گوشوارہ اور قلادہ کے دیکھا کہ جسکی تعبیر تاج سے محمدؐ قلادہ سے علیؑ اور دو گوشواروں سے حسنؑ حسینؑ انکو بتائی گئی اور رقیہ نور کو ملاحظہ کیا جسکے پانچ درجے تھے جسکے پہلے در پر بقلم نور انا المحمود

وھذا محمد دوسرے در پر انا العلی الاعلی وھذا علیؑ تیسرے در پر انا فاطر السموات وھذا فاطمہ چوتھے پر انا المحسن وھذا الحسن اور پانچویں پر منی الاحسان وھذا الحسینؑ لکھا تھا جن اسما کے یاد رکھنے کی جناب آدمؑ کو تاکید ہوئی صاحب دُر ثمین عالم شافعی نے آیہ فتلقی آدم من ربہ کلمات کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جبرئیلؑ نے بحکم رب جلیل جناب آدمؑ کو یہ دعا تعلیم فرمائی یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطر بحق فاطمہ یا محسن بحق الحسن ویا صاحب الاحسان بحق الحسینؑ - فلما ذکر الحسین سالت دموعہ - نام حسینؑ لیتے ہی جناب آدمؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے - اور واقعات کو بتا کر مغموم محزون ہوئے -

(۲) دوسری مجلس جناب نوحؑ نے اس وقت قائم کی جبکہ مذکورہ دعائے آدمؑ کو بتعلیم جبرئیل حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی میں پانچ کیلیں لگاتے وقت ادا کیا تھا اور پانچویں کیل گاڑتے وقت خون جاری ہوا تھا اور پانچویں کلمہ میں نام حسینؑ زبان پر بسہولت جاری نہ ہو سکا اور بیساختہ آنسو جاری ہو گئے - (از معارج النبوۃ)

(۳) تیسری مجلس حضرت ابراہیمؑ کی ذات والا صفات سے جناب اسمٰعیل کی قربانی مقبول ہونے اور بحکم خدا فدیہ (دنبہ) نازل ہونے پر اسطرح قائم ہوئی۔

"ارشاد باری ہوتا ہے اے خلیل! تم ہماری مخلوقات میں کسکو زیادہ چاہتے ہو - کہا کہ تیرے حبیب محمدؐ کو ارشاد ہوا کہ تم اپنے بیٹے اسمٰعیل کو زیادہ چاہتے ہو کہ محمدؐ کے بیٹے حسینؑ کو - عرض کیا کہ حسینؑ کو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا تم کرا اپنے بیٹے اسمٰعیل کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرکے زیادہ صدمہ کا باعث ہوگا یا کہ حسینؑ کو اعدائے دین کے ہاتھوں ذبح دیکھکر زیادہ غمناک بنائیگا؟ آپنے عرض کیا کہ حسینؑ کو امت کے ہاتھوں پیاسا ذبح دیکھکر مجھے زیادہ ہلاک کریگا جسپر ارشاد باری ہوا کہ اے ابراہیم! الٰہی خالق کو یہی منظور اور پسند ہے کہ حسینؑ تین روز کا بھوکا پیاسا ذبح ہو - ہمنے تمہاری اس دلی ہمدردی کو تمہارے بیٹے اسمٰعیل کے بدلے قبول کیا - اور وفدینٰہ بذبح عظیم سے اسی واقعہ کیجانب ارشاد فرمایا ہے حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ یحیٰیؑ و زکریاؑ وغیرہ جیسے انبیا اپنے زمانہ میں مجلس حسینؑ قائم کرکے حسینؑ پر روئے ہوئے ہیں -

ذکر مجالس کا جو بعد ولادت حسینؑ قبل شہادت بزمانہ رسولؐ واقع ہوئیں

پہلی مجلس انعقاد کنندہ جناب رسول خدا اور سامعین فاطمہؑ بنت محمدؐ اسما زوجہ رسول صفیہ دختر عبدالمطلب جناب حمزہ کی ہمشیرہ اور رسولخدا کی پھوپھی فرماتی ہیں کہ میں بوقت ولادت دایہ حسینؑ تھی - رسولؐ نے مجھکو آواز دی کہ اے پھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اسکو پاک نہیں کیا ہے

آپ نے فرمایا تم کیا پاک کرو گی خدا نے اسکو ظاہری باطنی کثافتوں سے پاک پیدا کیا ہے حضرت نے انکو گود میں لیکر اپنی زبان مبارک منہ میں دی جس سے چشمہ شیر جاری ہوا۔ جب حسینؑ نے خوب سیر ہو کر پیا۔ آنحضرت نے انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور گریہ فرما کر یہ کہکر مجکو واپس دیا کہ لعن اللہ قوما قاتلوک یا بنی اے میرے بیٹے خدا تیرے قاتلوں پر لعنت کرے دوسری حدیث میں اسما بنت عمیس روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کی ہے۔

دیگر چند مجلسیں بخانہ عباس عم رسولخدا۔ بخانہ حضرت ام سلمہ زوجہ رسولخدا بخانہ جناب عائشہ جو واقع ہوئیں۔ جنکے ذاکرین خود فرشتے اور مذکورہ بالا سامعین تھے۔

صواعق محرقہ میں ام الفضل بنت حارث زوجہ عباس سے روایت ہے۔ ابن راہویہ اور بیہقی اور حافظ ابو نعیم نے ام سلمہ سے اور امام بغوی نے انس بن مالک سے بعبارت مختلف روایت کیا ہے۔ کہ جبرئیل امین نے خاک کربلا کے ذریعہ خبر شہادت دیکر رسولؐ کو معہ ازواج محزون و مغموم کیا اور آپ جب کبھی حسینؑ کو دیکھتے مختلف طریقوں سے لوگوں کو خبر شہادت سے محزون کرتے خواہ عید میں سرخ پوشاک پہنا کر یا اور کسی موقع پر حسن کا منھ اور حسین کا گلا چوم کر سب کو غمگین کرتے

بوقت ولادت ذاکرین مجلس ہزارہا ملائکہ اور سامعین بنی ہاشم ازواج رسولؐ اور خود علی و فاطمہؑ پیدائش کے وقت جسقدر بھی فرشتے مبارکبادی لیکر آئے ساتھ ہی بحکم خدا خبر شہادت حسین کی سنائی

ذاکر مجلس جناب امیر علیہ السلام ابن ابی الحدید و دیگر محدثین نے براء بن عازب صحابیؓ سے خبر شہادت روایت کی ہے انھوں نے فرمایا اے براء تو زندہ ہوگا اور میرا فرزند حسینؑ قتل کیا جائیگا مگر تو اوسکی مدد نہ کر سکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں شاہ عبدالعزیز نے سر الشہادتین میں علامہ ابن اثیر نے کتاب کامل میں اور صاحب تاریخ الخمیس اور دیگر محدثین نے اپنی تالیفات میں غرفہ بن حارث ازدی سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اثنائے سفر صفین میں قریب نہر فرات پہنچکر کل نشانات واقعات کا پتہ دیکر ہم سب کو رُلایا۔ صاحب درالنظیم جمال الدین یوسف بن حاتم شامی نے بھی اسیطرح کی روایت عبداللہ بن عباس سے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ انکے سوا سلمان فارسی۔ ابوذر۔ کعب الاحبار۔ میثم تمار۔ حبیب بن مظاہر۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمر بن خطاب اور ازواج رسول نے مختلف عبارتوں سے خبر شہادت حسین دیکر اپنے اصحاب کو رلایا۔ پھر اپنے انتقال کے وقت حسنؑ کو زیر غا

ے شہید کرنے حسین کو تیغ جفا سے قتل کرنے کی خبر دی۔ اسیطرح امام حسنؑ نے اپنی شہادت کے وقت اپنے بھائی حسینؑ کی خبر شہادت دے کر سب کو غمناک کیا۔

خود امام حسینؑ نے قبر رسولؐ سے لپٹ کر شکوہ اُمت کر کے ہر عالم خواب میں رسولؐ کو یہ کلمات دردناک ادا کرتے سُنا فرماتے ہیں یا حسین کَاَنِّی اَرَاکَ عَنْ قَرِیْبٍ مُرَمَّلاً بِدِمَائِکَ مَذْبُوحًا بِاَرْضِ کَرْبَلَا مِنْ عِصَابَۃٍ مِنْ اُمَّتِیْ وَھُمْ مَعَ ذٰلِکَ یَرْجُوْنَ شَفَاعَتِیْ اے حسینؑ گویا میں تجکو زمین کربلا پر غلطان خون آلود مذبوح دیکھ رہا ہوں۔ اپنی اُمت کے گروہ سے یہ واقعہ ہوگا۔ پھر بھی وہ میری شفاعت کی اُمیدوار ہونگے ابی اسحاق اسفرائینی نے کتاب نور العین فی مقتل الحسینؑ میں لکھا ہے کہ جب حسینؑ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ روانہ ہوئے پہلی منزل پر گروہ ملائکہ نے بہشتی گھوڑوں پر سوار سلاح جنگ پہنے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے تیرے جد بزرگوار کی خدمت میں جنگ بدر میں مدد کی۔ جو حکم ہو بجا لائیں۔ آپنے فرمایا کہ میرا وعدہ وہاں ہوگا جہاں میری قبر ہوگی۔ وہ کربلا ہے۔ جب میں وہاں پہونچوں گا تب (دیکھا جائے گا) اسی کتاب میں ہے۔ کہ دوسری منزل پر جنات حاضر خدمت ہو کر طالب جہاد ہوئے تو آپنے فرمایا اَمَا قَرَءْتُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ "لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِھِمْ" یعنی کیا تم نے کتاب خدا میں یہ آیت نہیں پڑھی۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ جن پر قتل ہو جانا واجب لکھا گیا ہے وہ لوگ اپنے قتل گاہ کیطرف چل پڑے ہیں" پس اگر میں وہاں نہ پہونچونگا تو کون میری جگہ آزمایا جائیگا۔ علاوہ اسکے واقعہ کربلا کو امام حسینؑ نے مکہ معظمہ میں تمام حجاج کے روبرو خطبہ بیان فرمایا جہاں بڑے صحابی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ ابن زبیر وغیرہ بہت سے صحابی موجود تھے روانگی مکہ سے تا کربلا راستہ میں ہر منزل پر امام نے اپنے واقعہ کو ذکر کیا۔ منزل خزیمیہ میں جناب زینبؑ نے جنات کا نوحہ سُنا۔ منزل ثعلبیہ میں خود حضرت نے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمع کو واقعہ کربلا سنایا۔ منزل بطن عقبہ میں عمرو بن یوذان کو اپنا حال اور مآل سُنایا یہانتک دوسری تاریخ محرم سنہ ۶۱ھ پنجشنبہ حضرت وارد کربلا ہوئے اور تمام کربلا لشکر میں پڑاو ڈالدیا۔ اور سبکے سامنے کل حال بیان کر کے شب عاشورہ کو اپنے بیعت سے مطلق آزاد کر نیکو علانیہ کہدیا جسپر اصحاب باوفا نے عرض کی کہ ہم آپکی نصرت سے کبھی جدا نہونگے خواہ ہزار بار ہم مارے جائیں۔

مجالس بعد از واقعہ شہادت

تمام موجودات نے امام کا غم منایا ہے | بعد شہادت حسینؑ پانچ آوازیں دشت کربلا
میں بلند ہوئیں اول ملائکہ فردوس اپنے پروں کو کھولکر پکارے یا اھل انہار البسوا
ثواب الحزن فان فرخ الرسول مذبوح" اے ساکنان دریا۔ غم کا لباس پہن لو
کیونکہ فرزند رسول ذبح ہوگیا دوسرے جبرئیلؑ نے آواز قد قتل الحسین بکربلا
با تین زمین و آسمان لگائی۔ تیسرے خود جناب رسولخدا نے اپنی ریش مبارک ہاتھ
میں لیکر باواز بلند فرمایا یا بنی قتلوک ومن شرب الماء منعوک چوتھے
جناب زینب وااخاہ واسیداہ پکارتی ہوئی خیمہ سے مقتل کیطرف دوڑیں۔
پانچویں ذوالجناح اپنے منہ کو آسمان کیطرف بلند کئے ہوئے فریاد کرتا ہوا مقتل سے خیمہ
کیطرف دوڑا ارکان عالم میں ایک سخت انقلاب ہوا اور کل موجودات عالم پر غم کا اثر ہوا۔
آسمان اور اسکے فرشتے۔ آفتاب ماہتاب۔ ستارے۔ ہوا۔ زمین۔ درخت
دریا۔ حیوانات۔ نباتات وغیرہ سب نے غم و الم کو ظاہر کیا۔ آسمان سے خون برسایا ستارے
ٹوٹے۔ آفتاب کو گہن لگا۔ پتھروں درختوں سے خون نکلا۔ سیاہ آندھی چلی۔ زمین
میں زلزلہ آیا۔ پہاڑ ہل گئے مچھلیاں بے چین ہوئیں دریاے فرات میں تلاطم ہوا
جنات نے ملائکہ نے نوحہ و ماتم کیا۔ جانوروں نے چرنا چھوڑ دیا پرندوں نے غل مچایا
سات روز تک نظام عالم میں خلل عظیم برپا رہا۔

مجلس بر لاش سید الشہدا
واکر جناب رسولخدا اور سامعین انبیا و اولیا

طرماح ناقل ہیں کہ میں مجروح
لاشہاے شہدا کے درمیان میں پڑا
ہوا رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ بیس سوار سفید پوش لاش حسینؑ پر تشریف لائے انمیں
سے ایک بزرگ نے اسطرح فریاد بلند کی یا بنی قتلوک وما عرفوک ومن شرب الماء
منعوک عباد الله جزاھم علی الله پھر اوس بزرگوار نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب
ہوکر یہ فرمایا۔ یا ابی آدم یا ابی ابراھیم یا ابی اسمٰعیل یا اخی موسیٰ یا اخی عیسیٰ اما
ترون ما صنعت الطغاة بولدی لا اتا لھم شفاعتی اے باپ آدم
و ابراھیم اے بھائی موسیٰ عیسیٰ آیا تم دیکھتے ہو کہ میری سرکش امت نے میرے فرزند کیساتھ
کیا بدسلوکی کی ہے

مجلس حسین مدینہ منورہ
مسجد رسول خدا میں

صاحب خصائص دیگر محدثین نے سعید ابن عباسؓ سے روایت
کی ہے کہ میں نے حضرت ام سلمہ کو زنان بنی ہاشم کے ساتھ

بین جگر خراش کرتے سُنا ہے فرماتی ہیں کہ اے دختران عبدالمطلب رونے میں میرا ساتھ دو کیونکہ آج دنیائے گلشن رسالت کا پھول جوانان بہشت کا سردار اٹھگیا۔ پھر آپ نے اپنا خواب رسُول کو خون آلود شیشی لیے پریشان حال دیکھکر سب سے بیان کیا۔

جناب سید سجادؑ نے جبکہ واپس مقتل میں پہونچے مع عورتوں کے مجلس حسین برپا کی۔

بازار کوفہ میں مجلس حسینؑ

جناب زینب علیہ السلام نے اپنے خطبہ سنا کر قائم کی اور اہل کوفہ کو رُلا دیا۔

مکہ معظمہ میں مجلس حسینؑ

عبداللہ ابن زبیر بن عوام کو جبکہ مکہ میں خبر شہادت پہونچی ہے تو انھوں نے اہل مکہ کو جامع مسجد میں جمع کیا اور خود ممبر پر جا کر خطبہ میں یوں ذکر حسینؑ ادا کیا ایہاالناس اہل عراق بڑے مکار دغاباز ہیں خاص کوفہ والے فسق و فجور میں بڑھے ہوئے بڑے بیوفا بیحیا ثابت ہوئے اہل کوفہ نے حسینؑ کو بغرض خلافت سپرد کرنے کے مہمان بلا کر دغا کی حضرت کو مجبور کیا کہ ابن زیاد کی بیعت اختیار کرینا پس خدا رحمت نازل کرے حسینؑ پر اور ذلت دے لعنت کرے انکے قاتلوں کو۔ بعد شہادت حسینؑ کوئی اہل کوفہ کی قول و قسم کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ قسم بخدا حسینؑ صائم النہار قائم اللیل تھے نبی کی جانشینی کے مستحق تھے۔ حسینؑ کے دربار میں تلاوت قرآن اور خوف خدا سے آوازیں بلند ہوتی ہیں یزید کے یہاں راگ رلیاں شراب کباب باجا گانا لہو و لعب ہوتا ہے۔

بصرہ میں مجلس حسینؑ اور حسن بصری رحمۃ اللہ و ذکر حسینؑ

مورخین اسلام نے لکھا ہے کہ خبر شہادت جبکہ بصرہ میں پہونچی تو حضرت حسن بصریؒ نے اہل بصرہ کو جمع کرکے یہ کلمات دردناک جاری کئے۔ یعنی کسقدر ذلیل ہے وہ اُمت جسکے ناپاک افراد نے رسُول کے فرزند کو قتل کیا۔ ابن مرجانہ سے جن کے جد اور والد انتقام لینگے زہری کہتے ہیں کہ اس غم میں اسقدر روئے کہ انکی آنکھیں ورم کر گئیں۔

ربیع بن خشیم

کو جبکہ خبر شہادت پہونچی تو سخت گریہ کیا۔

دمشق میں مجالس حسینیہ

یزید نے امام زین العابدینؑ کو مجلس حسینؑ بحسب مرضی برپا کرنے کی اجازت دی اپنے شاہی مکان کو خالی کرایا دمشق کے محلوں میں اس مجلس کا خاص اعلان کیا گیا اسقدر عورتیں ہاشمیہ ہوں یا کہ قریشیہ وہاں جمع ہوئیں کہ جنکا شمار دشوار تھا سب نے ملکر ماتم کیا تھا وہ ماتم کیا

کہ شہر دمشق میں کہرام مچگیا یہ مجلسیں دن رات ایک ہفتہ تک وہاں قائم رہیں۔

جامع مسجد دمشق میں یزید نے اہل شام کو جمع کر کے سید سجاد کو بلایا اور اپنے خطیب کو حکم دیا کہ مسجد میں برسر منبر علیؑ کو آل علیؑ کو برا کہہ اور یزید کی تعریف کر تو خطیب نے حکم یزید کی تعمیل کی۔ امام نے فرمایا (اوے کمبخت) تو نے اک بندہ کی رضامندی پر اپنے خدا کو ناراض کر لیا بعدہ آپنے بھی برسر منبر کچھ بیان کرنیکی اجازت چاہی اس نے اجازت نہ دی مگر حاضرین مجلس کے اصرار سے یزید نے مجبوراً اجازت دی آپ نے منبر پر جاکر وہ خطبہ فصیح ارشاد کیا کہ حق و باطل کو جدا کر کے حاضرین کو رلایا اور یزید کو مجمع عام میں ذلیل و رسوا کیا۔
خطبہ معہ ترجمہ بوجہ طوالت ترک کیا جاتا ہے۔ جو معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔ نورالعین ص۷۸ و ۷۹ کرتا ص۸۱ دیکھو۔

مجلس اہلبیت دشت کربلا میں بذریعہ بشیر ابن جذلم اوسوقت قائم ہوئی جبکہ وہ قافلہ کو براہ کربلا لیکر واپس ہوئے وہ بیسویں صفر کی تھی۔ اوس روز جناب جابر بن عبداللہ انصاری مع ایک جماعت اہل مدینہ کے کربلا میں موجود تھے سب نے ملکر جناب سیدہ کو پرسہ دیا۔

بشیر ابن جذلم ناعی علمبردار
جن کے ہمراہ کل مدینہ مع اہلبیت سوگوار

جبکہ اہلبیت کا قافلہ قریب مدینہ پہونچا تو حضرت سجاد نے بشیر ابن جذلم کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ تیرا باپ شاعر تھا تو بھی کچھ کہہ اور مدینہ میں ہمارے آنیکی خبر پہونچا دے۔
بشیر بحکم امام مدینہ میں آیا اور مسجد رسول کے مینار پر کھڑے ہوکر باواز بلند یہ شعر پڑھکر اہل مدینہ کو سناتے ہے

یَا اَھلَ یَثرِبَ لَا مُقَامَ لَکُم بِھَا	قُتِلَ الحُسَینُ فَاَدمُعِی مِدرَارٌ
اَلجِسمُ مِنہُ بِکَربَلَا مُضَرَّجٌ	وَالرَّاسُ مِنہُ عَلَی القَنَاۃِ یُدَارُ

اے اہل مدینہ اب مدینہ رہنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ سردار مدینہ حسین علیہ السلام شہید ہوگیا اوسکا جسم دشت کربلا میں کئی روز برہنہ پڑا رہا اوسکا سر نوک نیزہ پر شہر بشہر پھرایا گیا اے اہل مدینہ میں تمکو خبر دیتا ہوں کہ علی بن الحسین اپنے لٹے ہوئے قافلہ کے

وارد ہوئے ہیں اور تمہارے شہر کے باہر ٹھہرے ہیں۔ جنکی آواز پر شہر کے تمام مرد اور
عورتیں بچے کیا بڑے سروپا برہنہ گھر سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور اسقدر انبوہ ہوگیا کہ
گھوڑے پر چلنا دشوار ہوگیا اور پیدل چلا۔ یہ تمام مجمع حضرت سجاد کی خدمت میں حاضر ہوا۔
حضرت نے بیرون مدینہ خیمہ نصب کرا کے کرسی پہ قیام کیا رومال حضرت کے ہاتھ میں تھا
جس سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اہلِ مدینہ نے جبکہ حضرت کو دیکھا ہائے وائے کے
نعرے بلند کیے۔ آپنے اشارہ کیا کہ ذرا خاموش ہو جاؤ۔ پس حضرت نے اپنے باپ حسینؑ
مظلوم کی مجلس مصائب حال اسطرح سے ادا کیا کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے۔
سید سجادؑ نے چالیس سال تک تاحیات اس مجلس کو قائم رکھا۔ کھانے پینے کے
وقت ذکر حسینؑ کو نہ بھولتے۔ حضرت زینب نے تمام عمر اسی مصیبت میں کاٹی۔
حضرت ام لیلیٰ رباب زوجہ امامؑ نے ایک سال تک قبر حسینؑ پر مجاوری اختیار کی
یہ سلسلہ مجالس سنہ ۹۵ھ تک ہوتا رہا پھر حضرت امام باقر علیہ السلام نے اپنے زمانہ امامت
میں جاری رکھا آپ ناموافقت زمانہ سے علانیہ مجلس برپا نہیں کر سکتے تھے ہاں
اگر آپکے ہمخیال مومن جمع ہو جاتے تو ذکر حسینؑ فرماتے۔ ان خفیہ مجالس کا سلسلہ
۱۱۵ھ تک رہا اسکے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا دور آیا جسمیں
سلطنت کی حالت تبدیل ہو رہی تھی بنی امیہ کی دولت کا زوال تھا۔ بنی عباس کی
حکومت کا زمانہ آیا۔ دونو سلطنتیں آپس میں مشغول تھیں۔ حضرت نے ایسے موقع کو
غنیمت جانکر ذکر حسینؑ کو خوب رائج فرمایا۔ شعرا سے مرثیے کہلواتے۔ آپکے زمانہ
کی مجالس کا تذکرہ بکثرت تواریخ میں موجود ہے۔ مجالس علانیہ بلا خوف ہوتی تھیں
اور اس زمانہ کے طرز سے ملتی جلتی تھیں۔ چنانچہ زید شحام سے روایت ہے کہ میں حضرت
صادقؑ کی ایک مجلس میں موجود تھا وہاں جعفر بن عفان طائی حضرت کی خدمت
میں حاضر تھا۔ حضرت نے جعفر سے کہا کہ تو میرے جد حسینؑ کا مرثیہ کہتا ہے۔ جعفر نے
قبول کیا۔ حضرت نے مجلس آراستہ کرنیکا حکم دیا۔ مجلس آراستہ ہوئی۔ اہلحرم کیلئے
پردہ نصب کیا گیا۔ جعفر ممبر پر گیا۔ مرثیہ پڑھا۔ حضرت سُن کر بہت روئے اور پس
پردے سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت نے فرمایا ہماری مجلس میں ملائکہ حاضر تھے
جو شخص میرے جد حسینؑ کیواسطے ایک شعر کہے اور لوگوں کو رلائے۔ خدا اوس پر جنت واجب
کرتا ہے۔ اس عہد میں کثرت سے شعرا نے مرثیے کہے اور مجالس کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ سلسلہ

سنہ ۱۴۸ھ تک منتہی ہوتا ہے اسکے بعد جناب امام موسیٰ کاظم کا دور ہوا حضرت کی امامت کا زمانہ جناب باقرؑ کے زمانہ سے مشابہ تھا کیونکہ سلطنت بنی عباس مستحکم ہو گئی تھی اور یہ لوگ بھی بنی امیہ کی طرح آل رسولؐ کے ذکر کو دوست نہ رکھتے تھے حضرت کے عہد میں پھر مجالس حسینؑ کا سلسلہ خفیہ ہو گیا یہ خفیہ سلسلہ سنہ ۱۸۳ھ تک ختم ہوا اور دور امامت ثامن حضرت امام موسیٰ رضاؑ شروع ہوا۔ آپکو خلیفہ عباسی نے اپنا ولیعہد بنایا اس ولیعہدی کے زمانہ میں حضرت نے مجالس کی علانیہ اشاعت کی۔ آپ ذاکرین مرثیہ خوانوں کو بعد ختم مجالس نقدی کچھ تحائف دیتے اور دوہرا حصہ بھی مقرر کیا گیا اس زمانہ میں علما نے شعرا نے مرثیے کہے حضرت خود مجالس کا انتظام کرتے ذاکرین شعرا عشرہ تک خدمت میں رہتے خود بھی اپنے اجداد طاہرین کے فضائل بیان فرماتے۔

مجلس رضاؑ اول محرم کو واقع ہوئی۔ کتاب خصال میں مضمون بن ادیان ابن شبیب سے روایت ہے ریان کہتا ہے کہ میں نے پہلی مجلس میں حضرت سے ماہ محرم کی واقعات سنے۔ دوسری مجلس عشرہ محرم میں مصائب حسینؑ فضائل محرم بیان کئے تیسری مجلس میں وفدیناہ بذبح عظیم کی تفسیر بیان کی آپنے فرمایا۔ جو شخص ہمارے مصائب یاد کرکے روئے اور رلائیگا قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا۔ پانچویں مجلس میں دعبل شاعر نے قصیدہ پڑھا۔ بعد ختم مجلس حضرت نے اکسو اشرفی عنایت فرمائی پچاس ہزار درہم مامون خلیفہ نے دیئے۔ فضل بن سہل وزیر مامون نے ایک گھوڑا۔ اور سراپا جوڑا بہت سا نقد دعبل کو دیا چھٹی ساتویں اور آٹھویں مجلس میں دعبل نے تین مرثیے کہے جو کہ مقبول امام رضاؑ ہوئے۔

مجلس روز عاشورہ دعبل خزاعی نے بیان کیا کہ یہ مجلس لوگوں سے پر تھی حضرت مغموم وسوگوار درمیان میں تشریف فرما ہیں جبکہ مجکو دیکھا فرمایا مرحبا بک یا دعبل۔ مرحبا بناصرنا بیدہ ولسانہ مرحبا ہو اے دعبل اور مرحبا ہو اس پر جو کہ ہماری مدد کرے اپنے ہاتھ اور زبان سے آپنے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے جد بزرگوار کا مرثیہ سنائے۔ آپنے پردہ کا حکم دیا۔ پس پردہ عورتیں بیٹھ گئیں اور مجکو مرثیہ کا حکم دیا میں نے چند شعر پڑھے جنپر سخت گریہ ہوا۔

ان مجالس کا سلسلہ سنہ ۲۰۳ھ تک جاری رہا۔ اسکے بعد سنہ ۲۶۰ھ تک حضرت امام محمد جوادؑ امام علی نقیؑ و امام حسن عسکریؑ نے حسب موقع مجالس کا سلسلہ باقی رکھا مگر علانیہ

وسکا کیونکہ انکے زمانہ کا خلیفہ دشمن خاندان رسولؐ تھا۔

تاریخ الخلفا مطبوعہ لاہور کے اردو ترجمہ میں جو کہ ڈاکٹر صاحب نے کیا ہے دیکھو لکھا کہ اس سنہ میں مجالس کا سلسلہ ایسا مخفی ہوا کہ بارھویں امامؑ نے غیبت اختیار کی اس غیبت کو غیبت صغرا کہتے ۳۲۹ھ حضرت کے نائب علانیہ مجالس کرتے رہے یہانتک کہ دولت بنی عباس مضمحل ہو گئی اور آل بویہ کی حکومت آئی۔

پس معز الدولہ احمد بن بویہ نے ۳۵۲ھ میں پھر اس مخفی شدہ سلسلہ کو ظاہر کیا اور سب سے پہلے بغداد میں مجلس حسینؑ علانیہ قائم ہونے لگی۔

بغداد میں علانیہ مجلس حسینؑ

چنانچہ صاحب شرح شافیہ نے تاریخ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ ۳۵۲ھ میں معز الدولہ نے اہل بغداد پر لازم کر دیا کہ روز عاشورہ حضرت امام حسینؑ پر ماتم و نوحہ کریں بازار بند کئے جائیں۔ اور کوئی اوس روز کھانا نہ پکائے۔ اور ابن وردی نے تتمۃ المختصر میں لکھا ہے کہ ۳۵۲ ہجری میں معز الدولہ نے حکم دیا کہ امامؑ کا نوحہ و ماتم کیا جائے اپنی عورتیں پریشان بال رہیں۔ ابن زولاق نے تاریخ مصر میں بھی لکھا ہے۔ ۳۶۳ھ میں ابو تمیم معد بن منصور عبیدی فاطمی نے مصر میں روضۂ جناب نفیسہؑ اور کلثوم اور مشہد راس کریم پر مجلس حسینؑ برپا کی۔ اوس زمانہ سے آجتک ان تینوں مقامات پر عشرہ محرم میں مجالس برابر جاری رہیں۔

(تاریخ مشہد راس کریم مطبوعہ مصر)

جامع کبودی بغداد میں مجلس حسینؑ

یاقوت حموی اپنی کتاب معجم میں لکھتے ہیں کہ ابن عبدالرحیم نے روایت کی کہ مجھ سے خادم نے بیان کیا کہ میں ایام جوانی میں اپنے باپ کے ہمراہ ۳۵۶ھ میں جامع کبودی بغداد میں آیا جو کہ مسجد و رافقین اور صناعہ کے درمیان سے وہاں لوگوں کا بڑا مجمع تھا۔ ناگاہ ایک مرد آیا جس پہ چادر پھٹی تھی ہاتھ میں ایک کوزہ مٹی اور عصا تھا پراگندہ حال تھا اس نے حاضرین پر سلام کیا اور بڑی نرم آواز سے کہا کہ میں رسول بی بی فاطمہ ہوں سب نے مرحبا کہا اور سب نے ایک بلند مقام پر اوسکو بٹھا دیا۔ اس نے کہا اے حاضرین تم احمد مزوق نوحہ گر کو پہچانتے ہو سب نے کہا کہ وہ اس جگہ موجود ہے۔ اس نے مجمع میں خواب سیدہؑ کا خواب اور پیام بیان کیا جسپر لوگوں نے بہت گریہ کیا۔

عالم برزخ میں مجلس کی کیفیت بزبانی جناب سکینہؑ
علامہ اسحق اسفراینی نے اپنی کتاب میں خواب جناب سکینہؑ کو بیان کیا کہ انھوں نے خواب میں جناب سیدہ کو پریشاں حال مع زنان انبیاء دیکھا

بروز قیامت مجلس حسینؑ
میدان حشر میں قائم ہوگی ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں اور ملا حسین کاشفی واعظ صاحب تفسیر حسینی روضۃ الشہداء میں شہاب الدین ابوبکر حضرمی وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور تمام مخلوقات انسان جنات ملائکہ انبیا اولیا اوصیا اقطاب ابدال عرصۂ محشر میں حاضر ہونگے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنے سر کو جھکاؤ اپنی آنکھوں کو بند کرو جناب صدیقہ طاہرہ عرصۂ محشر میں تشریف لاتی ہیں۔ جنکی حالت یہ ہوگی کہ سر پر عمامہ پرخون ساقی کوثر ہوگا کندھوں پر جامۂ پرخون حسینؑ ہاتھ میں جناب رسولؐ کے دندان مبارک گود میں لاشۂ علی اصغر بایں صورت ذکر حسینؑ کرکے اہل محشر کو رولائیں گی اور اپنے خالق سے فریاد کریں گی۔

مجالس غم میں نوحے مرثیے اور حدیثیں

نوحہ اور مرثیہ جس نظم میں مردہ کے غم و مصیبت کا دکھڑا ہوتا ہے اسکو نوحہ یا مرثیہ کہتے ہیں۔

انکا مقصد اور فائدہ نظم ہو کہ نثر تحریراً کہ زبانی غرض کسی طرح سے اظہار غم ہونے دل کی بھڑاس نکلنے سے آدمی کو چین آجاتا ہے اور معتقدین سے حسینؑ کا کسی قدر حق ادا ہوجاتا ہے۔
(۲) بجز نیک اخلاق تہذیب اور معرفت و محبت خدا اور رسول اور اصول اسلام مذمت دنیا اور شیطان معلوم ہونے کے اور کوئی قابل نفرت قابل اعتراض بات نہیں ہوتی۔

مرثیہ میں اضافہ نوحہ خوانی میں تو نہیں لیکن مرثیہ گوئی میں شیعوں نے اور انکی پیروی میں دیگر معتقدین نے اپنے اسلامی پیشوا اماموں کے غموں مصیبتوں کے دکھڑے کے ساتھ انکے بہت سے فضائل مناقب شجاعت سخاوت انکے واقعات لڑائیوں کی پوری کیفیت انکے سراپا انکی تلوار اور باد پا کی تعریف ساقی نامے دنیا اور شیطانی باتوں کی مذمت ہر قسم کی اخلاقی نصیحت اصول دین کا سبق غرضکہ بہت سی باتوں کا اضافہ کیا اور نام وہی مرثیہ رکھا۔

حدیث رقتیں اور انکے راوی پہلے کون ہوئے مرثیہ کے ساتھ مجالس میں حدیث بھی پڑھی جاتی ہے۔ حدیث کیا ہے وہ در اصل قول رسولؐ کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں اسقدر عام ہوئی کہ قول رسول کو نقل کرنے کے علاوہ ائمہ کے اقوال کے علاوہ (جنکا قول وہی قول رسول ہے)

سب قسم کے رطب و یابس لوگوں کے اقوال یا اُنکے ذریعہ کی روایتیں جس کتاب میں جمع ہوں وہ سالم کتاب یا کہ ائمہ کے مصائب اور کربلا کے واقعات جس زبان میں یکجا ذکر ہوں وہ کتاب حدیث کہی جانے لگی۔ جملہ اصحاب و ازواج رسول جملہ خاندان رسول کے جھگڑے اور قصے اور ائمہ کے واقعات اور کربلا کے حالات غرض کہ ہر اک کی اچھی بری باتیں سب اُسی وقت سے یا کچھ دنوں بعد سے وقتاً فوقتاً پہلے اُن راوی مسلمانوں کے قلم سے کتابوں میں درج ہونے لگیں جو کہ علیؑ کے اور حسنؑ اور حسینؑ کے مخالف تھے اُن سے لڑے یا جو اصحاب ثلثہ یزید و معاویہ کے طرفدار علیؑ کی بلافصل خلافت اور دیگر ائمہ کی نیابت سے ہمیشہ بیزار ہی نہیں بلکہ انکے نام و نشان کو مٹانے والے ہوئے جنکا نام معاویہ نے اپنے زمانہ میں اہلسنت والجماعت رکھا تھا۔ حمید ابن مسلم وغیرہ جملہ راوی لشکر یزید کی طرف سے مقرر تھے حسینؑ کے چھوٹے لشکر میں کسے باقی چھوڑا تھا کہ جو اپنا دُکھڑا اور دشمنوں کی شکایتیں حکایتیں لکھتا۔ کچھ عورتیں چند بچے ایک غریب سید سجاد لاچار بیمار فقط لنسل امامت اور دُکھڑا بیان کرنے کے لیے بقدرت خدا چھوٹ گئے ورنہ وہ بھی سب دشمنوں کے ہاتھوں ختم ہو جاتے۔

بعد کو مدینہ میں یا دیگر مقامات پر جو لوگ چند گنے چنے صرف علیؑ کو اپنا خلیفہ بلافصل مانتے تھے وہ نہ اُسوقت نہ بعد کو دیگر خلفائے اسلام کے خوف سے خود کو شیعہ دوستدار آل رسول ظاہر نہیں کر سکتے تھے تو وہ کیا غریب اپنے قلم سے اپنے ائمہ کی فضیلتیں اور دشمنوں کے ظلم و ستم لکھ سکتے تھے ہر اک امام کے زمانہ میں قطعی آزادی کسی کو نصیب نہوئی۔ دو ڈھائی سو سال کے قریب یوں ہی زمانہ گزرتا گیا ائمہ کے زمانہ حیات میں یا بعد یزید و دیگر خلفائے اسلام کے عہد میں عرصہ دراز بعد جب کبھی کسی شیعہ کو اپنے مافی الضمیر کو تحریر میں لانے کا موقع ملا ہے تو اس نے یا تو بذات خود اپنے ائمہ کے اقوال و روایات سُن کر جمع کیے یا کہ اپنے برادر راویان اہلسنت کی جمع شدہ روایتیں جمع کر کے شائع کیں۔ دختر رسول زوج بتول سے صحابہ اور بعض ازواج رسول کی مخالفتیں غدیر خم پر خلافت علی کی ہزاروں مسلمانوں میں دستار بندی۔ سقیفہ میں خلافت صحابہ کے حالات جو کہ اہل تسنن راویوں نے جمع کر دیے تھے انھیں کو اہل تشیع نقل کر کے مجرم اور خطاوار ٹھہرائے جانے لگے اب ان میں وہ روایات ضعیف ہوں یا قوی وضع بر گردن راوی۔ علم الرجال سے سوائے عالم کے ہر ایک واقف نہیں۔ اگر کوئی شیعہ یا کہ سنی شاعر اپنے کلام میں مرثیہ ہو یا کوئی نظم ہو نقل کر دے اپنے مقام پر تنہا یا کہ مجالس کے موقع پر پڑھ دے تو ہر گز خطاوار نہوگا کیونکہ اسکی نیت فقط گریہ و بکا سے ثواب حاصل کرنے کے لیے سچی اور درست تھی۔ ہاں جو شخص کسی ضعیف روایت کو باوجود علم ضعف امام پر عیب اور الزام وارد کرنے کے لیے پڑھے یا سنائے تو وہ بلاشک مجرم اور قابل سزا ہوسکتا ہے یا جو کوئی اپنی طرف سے بغیر کتابی ذریعہ کے کوئی واقعہ ایجاد کر کے واقعات کربلا میں

شامل کرے گا وہ خطاوار ہوگا۔

عربی فارسی احادیث تواریخ اور مقاتل کی کتابوں میں جو مناقب مصائب آل رسول خصوصاً احوال امام حسینؑ از ابتدا تا انتہا عورتوں مردوں اور بچوں کی گفتگو میں اصحاب اور اشقیا کی کیفیتیں مفصل یا مختصر سیدھی سادی طرح سے مذکور ہیں انکو ہندوستانی شعرانے خاصکر اپنے دیس کے طرز عمل طرز گفتگو کے بموجب دکھ جو اس موقع پر فطرتاً ہوا کرتی ہے اپنے مرثیوں میں اس طرح ڈھالکر ادا کیا ہے کہ گویا یہ شخص وہاں موجود تھا یا کہ اسیطرح سے وہاں پر کل باتیں اور گفتگوئیں ہوئی ہونگی۔ اس قسم کی طرز ادائیگی ہر اک اہل مذہب کے کلام میں پائی جائے گی دُنیا سے نرالی جدید قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ یا یسلیے کہ عام وخاص بسہولت واقعات کربلا کا تصور کرکے آل مجلس گریہ وبکا حاصل کرسکیں یہ اُنکا حسن مذاق اور طبیعت کی جولانی ہے اگر اسطرح سے مختلف مذاق کے جائز تخیلات سے کام نہ لیں مختلف قسم کے مروجہ رنگ نہ چڑھائیں اور دو چار سیدھی سادی صاف باتوں میں واقعات ومصائب کربلا کا قصہ تمام کردیا کرتے تو عام کیا خاص سامعین پر بھی کچھ اثر نہوتا اور اپنا فرض منصبی مجالس سے ادا کرنے والوں کے سوا عام لوگوں میں انکے کلام نے رغبت اور واقعہ کی شہرت یوں نہوتی۔

مبالغہ اور کمال شاعری | ہر اک شاعر اپنے ممدوح یا محبوب کے مقابل اپنے مطلب وغرض سے یا بلا مطلب فقط اپنی محبت اور خوش اعتقادی سے

بکثرت دُنیا میں سلف سے آجتک مبالغوں کو ختم کرتا اور کمال شاعری دکھاتا رہا اور یونہیں مبالغہ آمیزی بلند پروازیاں تا قیامت دکھاتا جائے گا لیکن بجائے تعریف کوئی انکو نفرت و حقارت سے نہیں دیکھتا لیکن اگر وہ یا کہ دیگر شیعہ یا کہ سُنی شاعر اپنے مبالغوں کو اپنے کمالات شاعری کو دُنیاوی ممدوحین اور محبوب کے ساتھ یا ان کو لات مار کر فقط شہدائے کربلا جیسے دلیروں .... اور علی جیسے شجاع وبہادر کے لیے ختم کردے تو وہ کیوں قابل مضحکہ قابل انگشت نمائی ہوجائے گا۔ اک خاکی نخس ناپاک نطفہ کو اسقدر بڑھا کر عرش کا ممارہ کیا جائے عرش پر بٹھا دیا جائے۔ فرشتہ اور نبی بنا دیا جائے تو کچھ مضائقہ قابل مضحکہ بات نہ ہوگی اگر نوری بندوں آسمان کے تاروں عرش کے گوشواروں کی تعریف مبالغۃً نہیں حقیقتاً بھی کی جائے تو وہ عرش سے فرش پہ گرادی جائے اور قابل مضحکہ کرکے شیعیت اور غلو سے یا کذب وافترا سے معیوب کی جائے۔ (سبحان اللہ)

۱۳۵۰ھ

(امیدوار دعا بندہ حقیر مصور حقیقت ابو المظفر بن حاجی سید رضی صاحب مرحوم مرقومہ ۱۲ محرم)

زاد آخرت

آدمی کو چاہئے کہ بقدر علم و فہم بقدر قوت ہاتھ سے زبان سے قلم سے وہ مفید کام کرے کہ جس سے سب کو فائدہ پہونچے اور ایک مدت تک اس کی یاد تازہ رہے۔ زبانی تقریر کا اثر فقط اسکے ذکر تک رہتا ہے اگر گفتگو کے وقت کسی نے تقریر کی واہ واکی تو غیروں کو کیا فائدہ ہوا یا کہ علمی باتیں جو کسی جاگہ سنی تھیں وہ جبکہ بھول گئے تو خود شریک ہونے والے پر اور غیر کو کیا فائدہ ہوگا بغیر قلمی تحریر خدمت کئے بہت سے عالم فاضل حکیم و فلاسفر پیدا ہوکر اپنے دل لے گئے۔ اور کسی نے بھی نہ جانا کہ وہ کون تھے اور کیا کمال رکھتے تھے لہذا جلد مٹ جانیوالی۔ تقریر کی ہوائی باتوں سے پرہیز کرکے علمائے حکمائے سابق وحال کی تقلید کی بنا پر واجب سمجھکر بغیر کسی کے کہے بغیر بہائے قدرتی شوق پچیس ۲۵ برس سے غالب ہوکر بوقت فرصت کم و بیش نہایت پابندی سے محنت و جانفشانی اٹھا اٹھا کر پچاس سے زائد کم و بیش مقدار کی کتابیں لگے ہاتھوں تیار کردیں جن میں چند اکثر ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے مضامین پر کسی نے اب تک مستقل طور سے قلم نہیں اٹھایا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) شام غم۔ فلسفۂ غم دنیا کے غم سے حسینؑ کا غم ثابت کیا ہے (۲) فلسفۂ تکلیف و مصیبت (۳) فلسفۂ شجاعت اس میں شجاعت کی حقیقت دکھا کر چند شجاعان کربلا کی بہادری دکھائی ہے (۴) فلسفۂ بلا و آزمائش (۵) فلسفۂ محبت کئی سو صفحے پر ہے محبت کے مسائل کیساتھ فریقین کے کل اعتقادی اختلافات کو نئے عنوان سے دکھایا ہے کہ کوئی انکار نہ کرسکے سیکڑوں دین و دنیا کی باتوں کا من بھاتا فیصلہ اسمیں ثابت کیا ہے چھپنے والی ہے (۶) رشک شبنم فلسفۂ گریہ و بکا (۷) فلسفۂ صبر انبیاء کے صبر سے حسینؑ کا صبر مقابلہ کرکے مالک مختار محشر ثابت کیا ہے (۸) فلسفۂ حسن و عشق کے مسائل ہیں عقل کے پردہ میں حقیقی اسلام کا حسن دکھایا ہے چھپنے والی ہے (۹) فلسفۂ مذہب اور حقیقت اسلام یہ کل مذاہب کے مقابلہ میں اسلامی حقیقت اپنی شان دکھاتی ہے یہ بھی ضخیم ہے (۱۰) فلسفۂ شہادت چند ورق کا رسالہ چھپا نہیں (۱۱) فلسفۂ قرآن اہلبیت قیمت ۳ (۱۲) مرقع عالم فارق حق و باطل یہ تمام دنیا کو حق و باطل خیر و شر تقدیر و جبر کی شناخت کل اچھائیوں برائیوں کی پہچان طہارت نجاست کثافت کی پہچان بتاتی ہے یہ سب میں ایک لاجواب قابل قدر کتاب ہے چھپنے والی ہے (۱۳) مجذوب کی بڑ تصوف کی حقیقت سو صفحہ سے کم نہیں (۱۴) معیار تمدن مذاہب اسمیں دنیا و دین کے بلا نقصان و شکایت قائم رکھ سکنے کے اسباب میں تقیہ و تولا برات و محبت کو ثابت کیا ہے چھپی نہیں (۱۵) فلسفۂ برات و تمام (۱۶) فلسفۂ شادی و مسرت (۱۷) کارنامہ محرم محرم و تعزیہ داری کی حقیقت بتانے والی ۳ر (   ) ترانۂ قدرت فنا فی اللہ کی حقیقت وغیرہ بحث

